العروض والقوافی

از جلال الدّین احمد جعفری
ایم۔آر۔اے۔ایس (لندن)

العروض القوافی

مصنّفہ

جناب مولوی حافظ جلال الدّین احمد جعفری زینبی

ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (لندن)

باہتمام سیّد عبد الواسع جعفری

در مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مطبوع گردید

دفعہ اوّل

قیمت فی جلد ۱۲؍

فہرست مضامین العروض والقوافی

مضمون	صفحہ
تعریف علم عروض و شعر	۱
علم عروض کا موجد اور وجہ تسمیہ	۱
اصطلاحات علم عروض	۲
اصول ارکان	۴
تعداد بحور	۴
چند اصطلاحات	۶
تقطیع کرنے کا طریقہ	۷
اوزان بحور مروجہ	۱۰
زحافات کا بیان	۱۱
بعض ارکان کثیر الاستعمال کے فروع کا بیان	۱۹
اوزان بحور مروجہ	۲۰
وہ گیارہ بحریں جو فارسی و عربی میں مشترک ہیں	۲۰
۱- بحر ہزج	۲۰
۲- بحر رجز	۲۹
۳- بحر رمل	۳۳
۴- بحر سریع	۳۹
۵- بحر منسرح	۴۲
۶- بحر مضارع	۴۶
۷- بحر مجتث	۵۰
۸- بحر خفیف	۵۳

مضمون	صفحہ
۹- بحر مقتضب	۵۵
۱۰- بحر متقارب	۵۷
۱۱- بحر متدارک	۶۰
وہ تین بحریں جو خاص اہل فارس کی ہیں	۶۲
۱- بحر جدید	۶۲
۲- بحر قریب	۶۳
۳- بحر مشاکل	۶۴
اوزان رباعی	۶۵
اوزان مثنوی	۶۷
علم قافیہ	۷۱
حروف قافیہ	۷۲
روی کا بیان	۷۲
چار حرف جو روی کے پہلے آتے ہیں	۷۳
چار حرف جو روی کے بعد آتے ہیں	۷۶
حرکات قافیہ	۷۸
اوصاف روی	۷۹
اقسام قافیہ	۸۰
عیوب قافیہ	۸۱
ردیف کا بیان	۸۴
تنقید سخن	۸۷
محسنات کلام	۸۷
اغلاط کلام	۸۸
عیوب کلام	۹۲
آٹھ تفرقات شاعری	۹۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم عروض۔ اُن قاعدوں کے جاننے کو کہتے ہیں جنکے لحاظ رکھنے سے اشعار کا صحیح وزن معلوم ہو جائے۔

شعر۔ وہ موزون اور مقفےٰ کلام ہے جس کو کہنے والے نے قصداً کہا ہو۔

تنبیہ۔ بعض لوگ شعر کی تعریف میں مقفےٰ کی قید نہیں لگاتے۔ وہ صرف کلام موزوں کو شعر کہتے ہیں۔

فائدہ۔ عروض کی تعریف اِس طرح بھی بیان کی گئی ہے:۔

۱۔ **عروض۔** وہ علم ہے جس سے احاطۂ اوزان اور باہمی تناسب و تخالف اور تصرفات پسندیدہ و ناپسندیدہ دریافت ہوتے ہیں۔ اور نظم و نثر کا وہ فرق معلوم ہوتا ہے جس میں اہلِ ذوق عاجز ہیں:۔

۲۔ **عروض۔** ایک کلیہ قاعدہ ہے جسکی رعایت انسان کو وزنِ شعر میں گمراہی سے بچاتی ہے۔

علم عروض کا موجد اور وجہ تسمیہ

عربی میں اِس علم کا موجد خلیل ابنِ احمد نحوی ہے۔ جو سنہ ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ اور سنہ ہجری میں فوت ہوا۔ خلیل کو اِس علم کا الہام مکہ معظمہ میں ہوا تھا۔ اور عروض مکۂ معظمہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اِس لیے

اُس نے تبرکاً اِس علم کا نام بھی عروض رکھا۔
عروض کے معنی معروض کے ہیں۔ اور یہ علم شعر کا معروض علیہ ہے۔ یعنی شعر کو اس پر عرض کرتے ہیں۔ تاکہ موزوں اور ناموزوں میں تمیز ہو جائے۔ نیز شعر کے پہلے مصرع کے آخر جزو کو بھی عروض کہتے ہیں۔ اِن وجوہ سے بھی اس علم کا نام عروض رکھا گیا ہے۔

اخفش نحوی نے اس علم کو کمال کو پہنچایا۔ اور فارسی زبان میں سب سے پہلے مولٰنا یوسف نیشاپوری نے اس فن میں کتاب لکھی ہے اِن کا ظہور خلیل ابنِ احمد نحوی کے دو سَو برس بعد ہوا ہے۔

اِصطلاحاتِ علمِ عروض

وزن (تولنا) دو کلمے کا حرکات سکنات میں مساوی ہونے کو کہتے ہیں اگرچہ حرکتیں مختلف ہوں۔ جیسے احسان۔ صندوق کا ایک وزن ہے۔

بحر۔ وہ چند موزوں کلمات جن پر اشعار کو وزن کرتے ہیں۔

ارکان۔ (جمع رکن) (اِن کو اصول یا افاعیل یا تفاعیل بھی کہتے ہیں) وہ الفاظ جنکو عروضیوں نے اشعار کے وزن کے لیے مقرر کیا ہے۔ یہ بحر کے اجزا ہیں۔

یہ ارکان دو جزوں سے مرکب ہوتے ہیں۔ سبب اور وتد سے۔
سبب۔ کلمۂ دو حرفی کو کہتے ہیں۔ اسکی دو قسمیں ہیں خفیف ثقیل۔

سببِ خفیف - وہ دو حرفی کلمہ ہے جس میں پہلا کلمہ متحرک اور دوسرا ساکن ہو۔ جیسے بَر - تَر - دِل - لَب۔

سببِ ثقیل - وہ دو حرفی کلمہ جس میں دونوں کلمے متحرک ہوں جیسے ہَمَہ - رَمَہ (اس میں ہائے مختفی ہے جو محض اظہارِ حرکت کے لئے آئی ہے)۔ مَرَاُو - دِلِ مَن - اس میں پہلا ثقیل اور دوسرا خفیف ہے۔

وتد - کلمۂ سہ حرفی کو کہتے ہیں - اسکی دو قسمیں ہیں۔ مجموع - مفروق۔

وتدِ مجموع - (مقرون) وہ سہ حرفی کلمہ جس کا حرفِ آخر ساکن ہو جیسے چَمَن - سَمَن - قَلَم۔

وتدِ مفروق - وہ سہ حرفی کلمہ جس کا حرفِ اوسط ساکن ہو۔ جیسے لَالَہ - ژَالَہ - یا مَشقِ جلی میں لفظِ مشق۔

تنبیہ - فارسی اُردو میں سببِ ثقیل اور وتدِ مفروق بغیر ترکیب کے نہیں پائے جاتے۔

فائدہ - بعض عروضیوں نے رکن کی ایک قسم اور لکھی ہے جس کا نام فاصلہ ہے فاصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ صغریٰ - کبریٰ۔

فاصلۂ صغریٰ - جس میں پہلے تین حرف متحرک اور چوتھا ساکن ہو۔ جیسے صَنَمَا۔

فاصلۂ کبریٰ - جس میں چار حرف لگاتار ساکن اور پانچواں متحرک ہو۔ جیسے شِکَنَمَش۔

فائدہ - بعض عروضیوں نے سبب اور وتد اور فاصلہ ہر ایک کی تین تین قسمیں لکھی ہیں۔ یعنی سبب خفیف - ثقیل - متوسط - وتد مجموع - مفروق - کثرت۔

فاصلہ صغریٰ - کبریٰ - عظمےٰ - سبب متوسط یعنی ایک متحرک - دو ساکن جیسے کار - یار -

وتد کثرت - دو متحرک دو ساکن - جیسے جہاں - نہاں -

فاصلۂ عظمےٰ - پانچ متحرک - ایک ساکن - اسکی کوئی مثال نہیں ہے -

اصولِ ارکان

اصولِ ارکان دس ہیں - ان میں سے اوّل کے دو پنج حرفی ہیں جو وتد مجموع اور سببِ خفیف سے مرکب ہیں - اور آٹھ سات حرفی ہیں - ان میں سے اوّل کے تین - ایک وتد مجموع - اور دو سببِ خفیف سے مرکب ہیں - اور اسکے بعد کے دو ایک وتد مجموع اور ایک فاصلۂ صغرٰی سے مرکب ہیں - اور آخر کے تین دو سببِ خفیف اور ایک وتد مفروق سے مرکب ہیں -

فعولن [1] فاعلن [2] مفاعیلن [3] فاعلاتن [4] مستفعلن [5]

متفاعلن [6] مفاعلتن [7] مس تفع لن [8] فاعِ لاتن [9] مفعولات [10]

تعداد بحور

بحور ۱۹ ہیں - جنکو کسی نے اس قطعہ میں جمع کردیا ہے - قطعہ

رجز [1] خفیف [2] - و رمل [3] منسرح [4] - دگر مجتث [5] بسیط [6] - و وافر [7] و کامل [8] ہزج [9] - طویل [10] و مدید [11]

مشاکل [12] و متقارب [13] سریع [14] و مقتضب [15] است مضارع [16] و متدارک [17] قریب [18] نیز جدید [19]

فائدہ - بعض فارسی عروضیوں نے گیارہ بحریں اور نکالی ہیں مگر چونکہ علمائے ادب نے انکا اعتبار نہیں کیا اس لیئے انکا بیان اس مختصر رسالے میں نہیں کیا گیا -

ان میں سے طویل - مدید - بسیط - وافر - کامل یہ پانچ بحریں عرب کے لیے مخصوص ہیں - اہلِ فارس نے ان بحروں میں بہت کم شعر کہے ہیں - اور جدید - قریب - مشاکل یہ تین بحریں عجم کے لیے مخصوص ہیں - باقی گیارہ بحریں عرب اور عجم میں مشترک ہیں - جیسا کہ کسی شاعر نے اسکو نظم کیا ہے -

بحورے کہ مخصوص باشد عجم را — جدید و قریب است و دیگر مشاکل
طویل و مدید و بسیط از عرب شد — دو دیگر یکے وافر و نیز کامل
جز این بحرہا آنچہ ماند است باقی — ہمہ مشترک دان تو اے مرد عاقل

قطعہ

خصوص اہلِ عرب پنج دال ز نوزدہ بحر — طویل و وافر و کامل بسیط و بحر مدید
سہ بحر خاص بود در زبان اہلِ عجم — مشاکل است و بہین آنکہ قریب و بحر جدید
شریکِ ہر دو زبان یازدہ بحور اعنی — سریع و منقضب و مجتث و ہزج گردید
دگر رجز رمل متقارب و غریب منسرح است — بود خفیف و مضارع از آن میانہ مدید

فائدہ - (۱) خلیل ابن احمد نے عروض کی بنا ان پندرہ بحروں پر رکھی تھی - طویل - مدید - بسیط - کامل - وافر - رمل - ہزج - رجز - منسرح - مضارع - سریع - خفیف - مجتث - مقتضب - متقارب - پھر بحر متدارک ابو الحسن اخفش کی ایجاد ہے - یہ کل ۱۶ بحریں ہوئیں جسکو کسی شاعر نے نظم کر دیا ہے -

نظم

طویل - و مدید و بسیط است و کامل — دگر وافر - آنگہ رمل پس ہزج دان

رجز بعد ازان منسرح یا مضارع | سریع و خفیف است و مجتث نزد خوان
پس از مقتضب چیست بحر تقارب | کزین قطعہ ظاہر شود صورت آن
دگر آن کہ مشتق بود از تدارک | ز عکس تقارب پدید آید آسان

اور بحر قریب ۔ جدید ۔ مشاکل متاخرین نے نکالی ہے۔

فائدہ (۲) ان بحروں میں سے ہزج ۔ رجز ۔ رمل ۔ کامل ۔ وافر ۔ متقارب ۔ متدارک ایک رکن کی تکرار سے حاصل ہوتی ہیں ۔ اور طویل ۔ مدید ۔ بسیط ۔ سریع ۔ خفیف ۔ مجتث منسرح ۔ مضارع ۔ مقتضب ۔ دو رکن کی تکرار سے حاصل ہوتی ہیں۔

تنبیہ ۔ ان بحروں میں سے ۱۴ بحریں فارسی میں مروج ہیں ۔ اُن میں سے گیارہ بحریں زیادہ مروج ہیں اور ۳ کم ۔ اس لیے اس مختصر میں صرف اُنھیں گیارہ بحروں کا بیان مفصل کیا جائیگا ۔ اور باقی ۳ بحروں کا مختصر ۔

چند اصطلاحات

بیت کے انتہائی اجزا آٹھ ہیں اُسکو مثمن کہتے ہیں ۔ چھ بھی آتے ہیں ۔ اُسکو مسدس کہتے ہیں ۔ اور چار بھی ہوتے ہیں اُسکو مربع کہتے ہیں ۔ مگر شعرائے عجم نے مثمن اور مسدس کا استعمال اکثر کیا ہے ۔ اور مربع کا بہت ہی کم ۔ مثلث اور مثنیٰ فارسی میں کبھی نہیں آتے ۔

فائدہ ۔ منجملہ بحور کے بحر سریع اور **خفیف** مسدس الاصل ہیں ۔ یعنی مثمن نہیں آتیں ۔ جس بحر کی اصل مثمن ہے اُسکو اگر مسدس لاتے ہیں تو اُسکو مجزو کہتے ہیں اور بحر کے

ارکان میں کوئی تغیر نہیں ہوتا اسکو سالم کہتے ہیں۔ اور جس میں تغیر ہوتا ہے اسکو مزاحف کہتے ہیں۔
شعر کے دو حصے ہوتے ہیں ہر حصہ مصرع کہلاتا ہے۔ پہلے مصرع کے جزو اوّل کو صدر اور آخر کو عروض کہتے ہیں۔ اور دوسرے مصرع کے پہلے جزو کو ابتدا اور دوسرے کو ضرب اور عجز کہتے ہیں۔ اور اُن کے درمیانی اجزا کو حشو کہتے ہیں۔ حشو صرف مثمن اور مسدس میں ہوتا ہے اور مربع میں نہیں ہوتا۔

تقطیع کرنیکا طریقہ

تقطیع۔ لغت میں ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں یہ ہے کہ شعر کے کلمات کے ایسے ٹکڑے کریں کہ وہ شعر جس بحر میں ہے وہ ٹکڑے اُسکے بحر کے ارکان کے حرکات وسکنات کے مطابق ہوں یعنی متحرک کے مقابل میں متحرک اور ساکن کے مقابل ساکن آئے۔ خواہ کلمات کے الفاظ ثابت رہیں یا دوسرے لفظ کے کُل یا جزو کے ساتھ مل کر رُکن کے ہم وزن ہوں۔ حرکت کے ایک طرح کے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۔ تقطیع کرنے میں اُن الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے جو بولے جاتے ہیں۔ جو حرف لکھے جاتے ہیں اُن کا شمار نہیں ہوتا جو حروف بولنے میں نہیں آتے وہ یہ ہیں۔

۲۔ این۔ آن۔ از وغیرہ کا الف جب یہ الف۔ ز سے ملتا ہوا معلوم ہو جیسے ع جز این نیستم چارۂ در سرشت۔ اس میں این کا الف نہیں بولا جاتا۔

ب - نون غنہ جو حرف علت کے بعد آئے - جیسے زمانؔ - زمینؔ - بشرطیکہ
عروض اور ضرب میں واقع نہو - اگر عروض اور ضرب مین واقع ہوگا تو بجاے
ایک حرف ساکن کے سمجھا جائیگا - اور اگر بیچ میں آئے - اور دوسرے لفظوں
کی طرح پڑھا جائے - تو بجاے حرف متحرک کے شمار ہوگا -

ج - واؤ معدولہ - جیسے خواب - خویش کو بجاے خاب خیش کے سمجھیں گے -

د - ہاے مختفی جو حرف اظہار حرکت کے لیے آتی ہے - جیسے نامہ - جامہ - اگر
بیچ میں آئے تو تقطیع سے خارج ہوگی - اگر عروض و ضرب کے آخر میں آئے تو
بجاے حرف ساکن کے متصور ہوگی -

ہ - واؤ عاطفہ اسکو حرکت ضمہ کے برابر سمجھتے ہیں جیسے ع پناہ و بلندیؔ و
پستیؔ توئی - ہاں اگر اسکے ماقبل کا پیش خوب کھینچ کر پڑھا جائے اور یہ واؤ ابتدا
میں آئے - اور اسکو فتحہ ہو تو تقطیع میں داخل ہوگا - جیسے علم و ہنر و فضائل کسب و
کمال - یا ع بدہ و گرنہ ستمگر بزور بستاند -

و - الف لام یا صرف لام عربی الفاظ کا - جیسے بالضرور - بالفرض -

۳ - وزن کرنے میں حرکات و سکنات کی جگہ اور شمار برابر ہونا چاہیے - کسی حرف
یا حرکت کی خصوصیت نہیں ہے - جیسے بلبل - طوطی - صندل - ان سب کا
وزن فعلن ہے

۴ - اگر وسط مصرع میں دو ساکن ایک جگہ آئیں تو پہلے ساکن کو قائم رکھتے ہیں

اور دوسرے کو متحرک کر لیتے ہیں۔ جیسے ع نگہدارمازراہِ خطا۔ تقطیع۔ نگہدا فعولن۔ رِ مارا فعولن۔ زراہِ فعولن۔ خطا فعول۔ اگر دو ساکن آخر مصرع میں آئیں تو دونوں بحال رہیں گے۔

۴۔ اگر وسط میں حرفِ ساکن دو سے زیادہ ہوں تو پہلا ساکن بحال رہیگا۔ اور دوسرا ساکن متحرک ہو جائیگا۔ اور باقی حذف ہو جائیں گے۔ جیسے راستِ تیر آیا زاے محمود۔ تقطیع۔ راست تیرِ فاعلاتن۔ اس میں راست کی ت گر گئی۔ اور س متحرک ہو گیا۔ اگر آخر مصرع میں تین ساکن جمع ہوں تو دو ساکن بحال رہینگے۔ اور تیسرا گر جائیگا۔ وزنِ شعر میں تین ساکن جمع نہیں ہوتے۔

۵۔ بعض ایسے الفاظ ہیں جن میں بعض ایسے حروف آتے ہیں جو بولے جاتے ہیں مگر لکھے نہیں جاتے۔ تقطیع میں وہ حرف خیال کیے جائینگے جیسے آمد میں الف کے مد کو ایک الف شمار کریں گے۔ یا کسرۂ اضافت جب خوب کھینچ کر پڑھا جائے تو ایک ی کے شمار میں آئیگا۔ جیسے اوپر کے مصرع میں تیر کے ر کا زیر۔ اسی طرح مشدد حرف کو دو حرف کے بجائے سمجھنا چاہیے۔ جیسے فرّخ کی رے۔

۶۔ جو حرفِ علت آخر الفاظ میں آئیں۔ اور اُن کا تلفظ بہت مختصر ہو اُنکے ماقبل کی حرکت تقطیع میں شمار ہوتی ہے۔ اُن حروف کا شمار نہیں ہوتا۔ جیسے

ع چو آں جملہ را سعدی املا کُند- اِس مصرع میں چو اور سعدی کے حرفِ علّت کا تلفظ بہت مختصر ہے وہ داخل تقطیع نہیں ہونگے- صِرف اُن کے حرکاتِ ماقبل کافی ہیں-

تنبیہ- تقطیع کرنے میں اوزان بحور اور اُن کے ارکان کا جاننا ضروری ہے- تاکہ تقطیع ؏ حقیقی اور غیر حقیقی میں تمیز واقع ہو- جیسے یہ مصرع بنامِ جہاندار جان آفرین- یہ بحرِ تقارب میں ہے- جو حقیقی ہے- اِسکی تقطیع اس طرح پر ہوگی- بنامِ فعولن- جہاندا فعولن- رِ جان آ فعولن- فرین فعول- اسکو غیر حقیقی میں بھی اس طرح تقطیع کر سکتے ہیں- بنامِ فعولن جہاندارِ مفاعیل- جان آفرین مستفعلن- مگر یہ کوئی بحر نہیں ہے-

اوزانِ بحورِ مروّجہ

۱- بحرِ ہزج- مفاعیلن- ۸ بار-

۲- بحرِ رجز- مُستفعلن ۸ بار

۳- بحرِ رمل- فاعلاتن ۸ بار

۴- بحرِ سریع- مُستفعلن- مُستفعلن- مفعولات- دو بار

۵- بحرِ منسرح- مستفعلن مفعولات- مُستفعلن مفعولات- دو بار

۶- بحرِ مضارع- مفاعیلن- فاع لاتن- مفاعیلن- فاعلاتن- دو بار

؏ تقطیع حقیقی وہ ہے کہ جس میں ارکانِ مولّف سے کسی بحر کا پتہ لگ جائے- اور غیر حقیقی وہ ہے جسکے ارکان کی تالیف سے کسی بحر کا پتہ معلوم نہو-

۷- بحرِ مجتث - مس تفع لن - فاعلاتن - مس تفع لن - فاعلات - دو بار

۸- بحرِ خفیف - فاعلاتن - مس تفع لن - فاعلاتن - دو بار -

۹- بحرِ مقتضب - مفعولات - مستفعلن - مفعولات - مستفعلن - دو بار

۱۰- بحرِ متقارب - فعولن - ۸ بار

۱۱- بحرِ متدارک - فاعلن - ۸ بار

۱- بحرِ جدید - فاعلاتن - فاعلاتن - مستفعلن - دو بار

۲- بحرِ قریب - مفاعیلن - مفاعیلن - فاعلاتن - دو بار

۳- بحرِ مشاکل - فاعلاتن - مفاعیلن - مفاعیلن - دو بار

زحافات کا بیان

چونکہ بحور کے ارکان میں زحافات واقع ہوتے ہیں اس لیے ہر بحر کی بہت سی فرعیں بھی نکلتی ہیں - لہذا پہلے زحافات لکھے جاتے ہیں - اسکے بعد اصلی و فرعی بحور لکھے جائیں گے۔

زحاف - لغت میں اپنی اصل سے کسی چیز کے دور ہو جانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اُس تغیر کو کہتے ہیں جو ارکانِ بحور میں واقع ہوتے ہیں۔

ارکان میں تین طرح کے تغیر واقع ہوتے ہیں - ۱- کسی متحرک کو ساکن کر دینا - ۲- رکن کے حرفوں میں سے کسی حرف کو کم کر دیں - ۳- اصل رکن پر کچھ بڑھا دیں۔

یہ کُل تغیرات جو دسوں رکنوں میں ہوتے ہیں اکتالیس ہیں - مگر بعض زحافات

خاص عربی زبان میں آتے ہیں۔ اور بعض اشعارِ مروجہ حالی میں واقع نہیں ہوتے۔ اِس لیے صرف زحافاتِ مشہورہ لکھے جاتے ہیں۔

خبن۔ (چھپانا) رُکنِ اوّل میں سے جو سبب خفیف ہو اُس سے حرفِ دوم کو گرا دینا۔ اُس رُکن کو جس میں خبن واقع ہوتا ہے **مخبون** کہتے ہیں جیسے فاعلن سے فَعِلن۔ فاعلاتن سے فعلاتن۔ مُستفعلن[۱] سے مفاعلن۔ مفعولات سے مفاعیل۔ مس تفع لن سے مفاعلن۔ یہ زحاف۔ بحر رجز[۱]۔ مدید[۲]۔ رمل[۳]۔ متدارک[۴]۔ سریع[۵]۔ خفیف[۶]۔ مجتث[۷]۔ منسرح[۸] اور مقتضب[۹] میں واقع ہوتا ہے۔

طی۔ (لپیٹنا) ابتداے رُکن میں جو دو سبب خفیف ہوں اُن کے چوتھے ساکن کو حذف کر دینا۔ اِسکو **مطوی** کہتے ہیں۔ جیسے مُستفعلن[۲] سے مفتعلن۔ مفعولات سے فاعلات۔ یہ بحر بسیط۔ رجز۔ سریع۔ منسرح مقتضب[۳] میں آتا ہے۔

قبض۔ (پنجہ سے پکڑنا) کسی سبب کے پانچویں ساکن کو گرا دینا۔ اِسکو **مقبوض** کہتے ہیں۔ جیسے مفاعیلن سے مفاعلن۔ فعولن سے فعول۔ بحر ہزج۔ رمل۔ متقارب۔ مضارع میں آتا ہے۔

---

[۱] مستفعلن میں خبن کرتے ہیں تو متفعلن رہ جاتا ہے اُسکی جگہ مفاعلن رکھتے ہیں۔ اور مفعولات کا فعولات رہ جاتا ہے اُسکو فعولات یا مفاعیل کر لیتے ہیں۔ جس بحر میں اِن پانچ ارکان میں سے کوئی رُکن نہیں ہے اُس میں خبن واقع نہیں ہوتا۔ [۲] مستفعلن سے متفعلن رہ گیا۔ بجاے اُسکے مفتعلن رکھا اور مفعولات سے مفعلات رہ گیا بجاے اُسکے فاعلات رکھا۔ [۳] بحر کامل میں بھی طے آتا ہے مگر جب اُسمیں اضمار ہو۔

کف - (باز رکھنا) کسی سبب سے ساتویں ساکن کو گرا دینا - اسکو مکفوف کہتے ہیں -
جیسے مفاعیلن سے مفاعیلُ - فاعلاتن سے فاعلاتُ - بحرِ ہزج - رمل خفیف -
مجتث - مضارع میں آتا ہے -

اضمار - (گھوڑے کو دبلا کرنا) متفاعلن کی تے کو ساکن کرنا - اسکو مُضمر کہتے ہیں -
جیسے مُتفاعلن سے مستفعلن - یہ زحاف بحرِ کامل کے ساتھ خاص ہے -

وقص - (گردن توڑنا) متفاعلن کی تے کو گرا دینا - اسکو موقوص کہتے ہیں -
جیسے متفاعلن سے مفاعلن - یہ زحاف بھی بحرِ کامل کے ساتھ خاص ہے -

قصر - (چھوٹا کرنا) رُکن کے آخری سبب سے ساکن کو گرا دینا - اور اسکے ماقبل
کو ساکن کرنا - اسکو مقصور کہتے ہیں - جیسے فاعلاتن سے فاعلات - فعولن سے
فعول - مفاعیلن سے مفاعیل - یہ بحر ہزج - رمل - متقارب - مضارع خفیف
مجتث میں آتا ہے -

حذف - (ڈالنا) آخر رکن سے سببِ خفیف کو گرا دینا - اسکو محذوف کہتے ہیں
جیسے فعولن سے فعَل - مفاعیلن سے فعولن - فاعلاتن سے فاعلن - یہ

لہ مُتفاعلن سے مُتفاعلن ہوا - اسکو مستفعلن کی جانب منتقل کیا - اس لیے کہ عروض کا ایک
قاعدہ یہ ہے کہ اگر زحاف یا علل سے کوئی رُکن غیر مانوس ہو جاتا ہے تو اسکو اسی وزن کے لفظِ
مانوس سے بدل لیتے ہیں۔ سلہ فاعلاتن سے فاعلات ہوا - اسکے بجائے فاعلان لاتے ہیں -
سلہ فعولن سے فعو - فاعلاتن سے فاعلا - مفاعیلن سے مفاعی ہوا - انمیں سے اول کو فعَل
سے دوسرے کو فاعلن سے - تیسرے کو فعولن سے بدل دیا -

بحرِ خفیف۔ ہزج۔ رمل۔ مجتث۔ مضارع۔ اور متقارب میں آتا ہے۔

تسبیغ۔ (تمام کرنا) رکن کے آخر میں جو سبب خفیف ہو اسمیں الف زیادہ کرنا اُسکو مسبّغ کہتے ہیں۔ جیسے مفاعیلن سے مفاعیلان۔ فعولن سے فعولان۔ فاعلاتن سے فاعلاتان۔ بجائے اُسکے فاعیلان آتا ہے۔ یہ بحر ہزج۔ رمل۔ مضارع۔ متقارب۔ مجتث میں آتا ہے۔

اذالہ۔ (دامن بڑھانا) آخر رکن میں جو وتد مجموع ہو اُس میں ساکن سے پہلے الف زیادہ کرنا۔ اسکو مذال کہتے ہیں۔ یہ زحاف عموماً عروض اور ضرب میں واقع ہوتا ہے۔ حشو میں بہت کم۔ اور صدر و ابتدا میں تو اسکا واقع ہونا منع ہے۔ جیسے مستفعلن سے مستفعلان۔ فاعلن سے فاعلان۔ متفاعلن سے متفاعلان۔ یہ بحرِ رجز۔ متدارک۔ کامل۔ سریع۔ منسرح۔ مقتضب میں آتا ہے۔

قطع۔ (کاٹنا) رکنِ آخر میں جو وتد مجموع ہو اُسکے ساکن کو گرانا۔ اور اُسکے ماقبل کو ساکن کرنا۔ اسکو مقطوع کہتے ہیں۔ جیسے مستفعلن[ل۱] سے مفعولن۔ فاعلن سے فعلن۔ متفاعلن سے فعلاتن۔ یہ بحر رجز۔ کامل۔ رمل۔ متدارک۔ سریع۔ خفیف۔ مجتث۔ مقتضب میں آتا ہے۔ بحرِ خفیف۔ اور مجتث میں قطع صرف فاعلاتن میں واقع ہوتا ہے۔ فاعلاتن میں قطع اس طرح ہوگا۔ آخر کے سبب خفیف اور وتد

[ل۱] مستفعلن سے مستفعل رہا۔ اُسکے بجائے فعولن لائے۔ اور متفاعلن سے متفاعل رہا۔ اسکے بجائے فعلاتن لائے۔ فاعلن سے فاعل رہا۔ اُسکے بجائے فعلن رکھا۔

مجموع کے ساکن کو گرا کر اُسکے ماقبل کو ساکن کر دینگے۔ اِس صورت میں فاعلُ رہتا ہے اُسکے بجائے فعلن لاتے ہیں۔

حذذ۔ (چھوٹا ہونا) رُکن کے آخر سے وتد مجموع کو گرا دینا۔ اِسکو احذّ کہتے ہیں جیسے مُستفعلن[1] سے فُعلُن۔ متفاعلن سے فِعْلُن۔ فاعلن سے فع۔ یہ کامل۔ رجز۔ مُتدارک میں آتا ہے۔

تشعیث۔ (پراگندہ ہونا) فاعلاتن کے وتد مجموع کو ساکن کرنا اسکو **مشعث** کہتے ہیں۔ جیسے فاعلاتن[2] سے مفعولن۔ یہ بحر خفیف۔ رمل مجتث میں آتا ہے (مضارع میں یہ تغیر نہیں ہوتا)۔

شکل۔ (چوپایوں کے پاؤں کو رسّی سے باندھنا) فاعلاتن۔ اور مستفعلن میں خبن اور کف کا جمع کرنا۔ اِسکو **مشکول** کہتے ہیں۔ جیسے فاعلاتن سے فِعلاتُ مُستفعلن سے متفعل۔ (اِسکے بجاے مفاعیل لاتے ہیں) یہ بحرِ رمل خفیف مجتث میں آتا ہے۔ مضارع میں نہیں آتا۔

جبّ۔ (خصی کرنا) مفاعیلن[3] سے دونوں سبب کو ساقط کر دینا۔ اِسکو **مجبوب** کہتے ہیں۔ جیسے مفاعیلن سے فعَل یہ صرف بحرِ ہزج میں آتا ہے۔

---

[1] مستفعلن سے مستفف رہا۔ اور فاعلن سے فا۔ متفاعلن سے متفا۔ اوّل کو فعلن سے دوم کو فع سے سوم کو۔ فعلن سے بدل دیا۔ [2] فاعلاتن سے ع۔ یا ل یا الف گرانے پر فالاتن یا فاعاتن یا فاعلتن رہیگا۔ اُسکے بجاے مفعولن۔ لاتے ہیں۔ [3] مفاعیلن سے عیلن کو دُور کیا۔ مفا رہا اُس کے بجاے فعَل لائے۔

خرم - (اونٹ کی ناک میں سوراخ کرنا) وتد مجموع سے جو متحرک صدر میں واقع ہو اسکو خماسی وسباعی میں گرا دینا - اور میم مفاعیلن کے ساقط کرنے کو بھی کہتے ہیں اسکو اخرم کہتے ہیں - یہ بحر متقارب - ہزج - مضارع میں آتا ہے -

فائدہ - یہ تغیر اگر تنہا مفاعیل میں ہو تو اسکو خرم کہتے ہیں - جیسے میم مفاعیلن کا گرا کر فاعیلن کریں - اور اسکے بجائے مفعولن لائیں - اسکے علاوہ ہر جگہ کے تغیر کا ایک خاص نام ہے - جس کا بیان آگے آتا ہے -

۱ - ثلم - (سوراخ کرنا) فعولن میں خرم کا واقع ہونا - اسکو اثلم کہتے ہیں جیسے فعولن سے فعْلن

۲ - ثرم - (آگے کے دانت توڑنا) فعولن[1] میں خرم اور قبض کا جمع ہونا - اسکو اثرم کہتے ہیں - جیسے فعولن[2] سے فَعْلُ -

۳ - شتر - (کٹ جانا) مفاعیلن میں خرم اور قبض کا جمع ہونا - اسکو اشتر کہتے ہیں جیسے مفاعیلن سے فاعلن - یہ بحر ہزج - مضارع میں آتا ہے -

۴ - خرب - (ویران ہونا) مفاعیلن میں خرم اور کف کا جمع ہونا - اسکو اخرب کہتے ہیں - جیسے مفاعیلن[3] سے مفعول - یہ بحر ہزج اور مضارع میں آتا ہے -

---

[1] فعولن سے عولن ہوا - اس کے بجائے فعْلن لاتے ہیں - [2] فعولن سے عول رہا اس کے بجائے فاع لاتے ہیں - [3] مفاعیلن سے پہلے اور ساتویں حرف کے گر جانے کے بعد فاعیل رہ گیا - اسکے بجائے مفعول لاتے ہیں -

۵- بتر- (دُم کاٹنا- جڑ سے اُکھاڑنا) مفاعیلن میں خرم اور جب کا جمع ہونا اسکو ابتر کہتے ہیں- جیسے مفاعیلن سے فع-

تنبیہ- بعضوں نے لکھا ہے کہ بتر اصطلاح میں اُسکو کہتے ہیں کہ مفعولن میں ثلم اور حذف کو جمع کریں- یا فاعلان میں قطع اور حذف کو جمع کریں- اور مفاعیلن میں خرم اور جب کو جمع کریں- چنانچہ فعولن سے فع- فاعلاتن سے فعلن (جو فاعل سے بدلا ہے) اور مفاعیلن سے فع (جو فا سے بدل ہے) لاتے ہیں- یہ بحر ہزج- رمل- مضارع- مجتث- خفیف میں آتا ہے- اسکو مقطوع- محذوف- اخرم مجبوب بھی کہتے ہیں-

۶- ہتم- (دانت کو جڑ سے توڑنا) مفاعیلن میں حذف اور قصر کا جمع ہونا- اسکو اہتم کہتے ہیں- جیسے مفاعیلن[۵۱] سے فعول-

۷- زلل- (ران کا بے گوشت ہونا) مفاعیلن میں خرم اور ہتم کا جمع ہونا اُسکو ازل کہتے ہیں- جیسے مفاعیلن سے فاع-

تنبیہ- یہ آٹھوں زحاف بحرِ متقارب- ہزج- مضارع میں ہوتے ہیں-

• وقف- (کھڑا ہونا) مفعولات کی تا کو ساکن کرنا- اِسکو موقوف کہتے ہیں جیسے مفعولات[۵۲] سے مفعولان-

کسف- (اُونٹ کی رسّی کاٹنا) مفعولات میں وقف اور کف کا جمع ہونا

---

۵۱ مفاعیلن سے لن حذف ہوگیا- اور ی مع حرکتِ ماقبل میں قصر واقع ہوا مفاع رہا- اسکو فعول سے بدل دیا- ۵۲ مفعولات کی ت کو ساکن کر کے اُسکا بدل مفعولان لاتے ہیں-

اسکو مکسوف کہتے ہیں جیسے مفعولاتُ[1] سے مفعولن۔ یہ بحرِ سریع۔ منسرح اور مقتضب میں آتا ہے۔

جدع۔ (ناک کان اور ہاتھ کاٹنا) مفعولات کی ابتدا سے دونوں سبب خفیف کا گرا دینا۔ اسکو مجدوع کہتے ہیں جیسے مفعولاتُ[2] سے فاع۔ (یہ تینوں زحافت بحرِ سریع۔ منسرح اور مقتضب میں آتے ہیں۔

کبھی ارکان میں سے دو رکنوں میں تین حالتیں واقع ہوتی ہیں معاقبہ۔ مراقبہ۔ مکانفہ۔

معاقبہ (دوسرے کے پیچھے آنا) کسی شعر میں جو دو سبب خفیف جمع ہوں ان دونوں کا ایک ساتھ ساقط کرنا جائز نہ ہو۔ مثلاً بحرِ رمل میں فاعلاتن۔ فاعلاتن میں۔ تُ۔ فَ کہنا جائز نہیں ہے۔ مگر تُن فا۔ تُ فا۔ تُن فَ۔ پڑھنا جائز ہے یعنی سبب آخر رکن اوّل۔ اور سببِ اوّل رکن ثانی کو سالم رکھنا۔ اور سببِ اوّل کے نوں کو حذف کردینا۔ سببِ ثانی کے الف کو حذف کردینا جائز ہے۔

تنبیہ۔ معاقبہ فارسی کی بحورِ مردجہ میں سے منسرح۔ رمل ہزج۔ خفیف مجتث میں آتا ہے۔ اور کامل میں بھی بشرطیکہ مضمر اور معصوب ہو۔

---

[1] مفعولات سے حرفِ اخیر یعنی تُ کو ساقط کیا۔ مفعولا رہ گیا۔ بجاے اسکے مفعولن لاتے ہیں۔ [2] مفعولات سے مفعو کو حذف کردیا۔ لات رہ گیا۔ بجاۓ اُسکے فاع لاتے ہیں۔

مراقبہ- (ایک دوسرے کی نگہبانی کرنا) مفاعیلن، مفعولات، مستفعلن سے دو سبب خفیف کو ایک ساتھ حذف نہ کرنا- (دو ساکن کا ایک ساتھ ساقط کرنا- اور برقرار رکھنا- دونوں جائز نہیں ہے) مراقبہ بحر مشاکل- قریب، جدید میں لازم ہے- اور سریع، منسرح میں اکثر- اور خفیف میں جائز ہے-

مکانفہ- (ایک دوسرے کو پکڑنا) بحر سریع- منسرح- بسیط- رجز میں تین تین حالتوں کا جائز رکھنا- یعنی ان بحور میں دونوں سبب خفیف کو ایک ساتھ حذف کر دینا بھی- اور ایک کا سلامت رکھنا دوسرے کا ساقط کرنا بھی-

بعض ارکان کثیر الاستعمال کے فروع کا بیان

فروع مفاعیلن- مفاعلن مقبوض- مفاعیلُ مکفوف- مفاعیل مقصور- فعولن محذوف- مفاعیلان مسبّغ- فعَل مجبوب- مفعولن اخرم- فاعلن اشتر- مفعولُ اخرب- فع ابتر- فعول اہتم- فاع ازل-

فروع فاعلاتن- فعلاتن مخبون- فاعلات مکفوف- فاعلات مقصور فاعلن محذوف- فاعلیان مسبّغ- مفعولن مشعّث- فعِلاتُ مشکول-

فروع مُستفعلن- مفاعلن مخبون- مُفتعلن مطوی- مستفعلان مذال مفعولن مقطوع- فُعَلُن احذ- مفاعیل مشکول-

فروع مفعولات- مفاعیل مخبون- فاعلات مطوی- مفعولان موقوف- مفعولن مکسوف- فاع مجدوع-

فروعِ فعولن - فَعُولُ مقبوض بالضم آخر - فعولْ مقصور بسکونِ آخر - فَعَل محذوف
فعولان مُسبّغ - فَعْلُن اثلم - فَعْلُ اثرم -
فروعِ فاعلن - فَعِلُن مخبون - فاعلان مذال - فَعْلُن مقطوع - فَع احذ -

اوزانِ بحورِ مروّجہ

وہ گیارہ بحریں جو فارسی اور عربی میں مُشترک ہیں

بحرِ ہزج - اس بحر کو شعرائے عرب نے مسدّس اور مربّع استعمال کیا ہے مگر شعرائے عجم نے مسدّس اور مثمن استعمال کیا ہے اور مثمن کو سالم اور مزاحف لاتے ہیں مسدس کو سالم نہیں لاتے اور اس بحر کے عروض اور ضرب کو ۳ قسم سے زیادہ نہیں لاتے - سالم مقصور - محذوف البتہ اوزانِ رباعی میں لاتے ہیں - اُسکا بیان رُباعی کے اوزان میں آئیگا لیکن صدر اور ابتدا اور حشو میں - اس میں زحافات بہت آتے ہیں - اور اس سے بہت سے اوزان نکل آتے ہیں -

ا - ہزج مثمن سالم - اس وزن میں اگر بعضے سالم اور بعضے مسبّغ لائیں - تو بھی جائز ہے -

مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن،	مفاعیلن

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا　　کہ عشق آسان نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا
خوشا عشرت سرائے کابل و داماں کہسارش　　کہ ناخن بر دلِ گل مے زند مژگانِ ہر خارش

	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
	تقطیع			
۱	الا یا یا اے	یہا السّاقی	ادر کا سًا	و نا و لہا
۲	کہ عشق آسان	نمود اوّل	و لے اُفتا	دہ مشکلہا
۳	خوشا عشرت	سرائے کا	بُل و داما	نِ کہسارش
۴	کہ ناخن بر	دلِ گُل می	زند شر گا	نِ ہر خارش

۲- ہزج مثمن مسبغ - اِس میں رُکنِ آخر مسبّغ ہے باقی سالم۔

سمن بُویان غُبارِ دل چو بنشینند بنشانند — پری رُویان قرارِ دل چو بستیزند بستانند

بزاری می دہم جان و نمی پُرسد مرا جانان — مسلمانی نمی دانم کجا شُد اے مسلمانان

	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلان
۱	سمن بُویان	غبارِ دل	چو بنشینند	در بنشانند
۲	پری رُویان	قرارِ دل	چو بستیزند	در بستانند
۳	بزاری مے	دہم جان د	نمی پُرسد	مرا جانان
۴	مسلمانی	نمے دانم	کجا شُد اے	مسلمانان

۳ ہزج مثمن اخرب - اِسمیں ایک رُکن اخرب اور ایک سالم بترتیب آئے ہیں۔

اے بادشہ خوبان داد از غمِ تنہائی — دل بے تو بجان آمد وقت است کہ باز آئی

دل باز بجوش آمد جانانِ کہ می آید — بیمار بہوش آمد درمانِ کہ می آید

	مفعول	مفاعیلن	مفعول	مفاعیلن
۱	اے یار	شہ خوبان	داد از غ	م تنہائی
۲	دل بے تو	بجان آمد	وقت است	کہ باز آئی
۳	دل باز	بجوش آمد	جانانِ	کہ مے آید
۴	بیمار بہ	ہوش آمد	درمانِ	کہ مے آید

۴- ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف- رکن اول اخرب اور آخر محذوف ہے اور حشو مکفوف ہے۔

دردے کہ مراہست بہ مرہم نہ فروشم　　گر عافیتش صرف دہی ہم نہ فروشم
اے شیخ مرا راہِ خرابات نمودی　　می خواست دلم بادہ کرامات نمودی

	مفعولُ	مفاعیلُ	مفاعیلُ	فعولن
۱	دردے کہ	مراہست	بمرہم نہ	فروشم
۲	گر عافی	یتش صرف	دہی ہم نہ	فروشم
۳	اے شیخ	مرا راہ	خرابات	نمودی
۴	مے خواس	ت دلم بادہ	کرامات	نمودی

۵- ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور- رکن اول اخرب اور آخر مقصور اور حشو مکفوف ہے۔

المنۃ للہ کہ نیازم بہ نسب نیست　　اینک بہ شہادت طلبم لوح و قلم را
شورے شدہ از خواب عدم دیدہ کشودیم　　دیدیم کہ باقیست شبِ فتنہ غنودیم

	مفعولُ	مفاعیلُ لام مضموم	مفاعیلُ لام مضموم	مفاعیلْ لام ساکن
۱	المنّ	ت للہ کہ	نیازم بہ	نسب نیست
۲	اینک بہ	شہادت ط	لبم لوح و	قلم را
۳	شورے ش	دہ از خواب	عدم دیدہ	کشودیم
۴	دیدیم	کہ باقیست	شبِ فتنہ	غنودیم

۶- ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور یا محذوف - ابتدا اخرب حشو مکفوف عروض و ضرب مقصور یا محذوف -

اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

	مفعولُ	مفاعیلُ	مفاعیلُ	مفاعیل یا فعولن
۱	اے مرغ	سحر عشق	ز پروانہ	بیاموز +
۲	کان سوخ	تہ را جان	شد آواز	+ نیامد

تنبیہ - اگر مفعول کے بعد مفاعیلن اور مفاعیلن کے بعد مفعول آئے تو بیت ناموزوں نہیں ہوتا ؎ اے سیر ترا نانِ جوین خوش ننماید ❊ معشوقِ من است آں کہ بنزدیکِ تو زشت است -

۷- ہزج مثمن اشتر - پہلا اشتر دوسرا سالم ترتیب وار آخر تک -

وقت را غنیمت دان ہر قدر کہ بتوانی حاصل از حیات اے جان یک دم است تا دانی

دیدن و ز خود رفتن طرز آشنائیہا پیشِ آن صنم بودن عالمِ جدائیہا

	فاعلن	مفاعیلن	فاعلن	مفاعیلن
۱	وقت را	غنیمت دان	ہر قدر	کہ بتوانی
۲	حاصل از	حیات ایجان	یک دمس	ت تا دانی
۳	دیدن و	ز خود رفتن	طرز آ	شنائیہا
۴	پیشِ آن	صنم بودن	عالم	جدائیہا

۸- ہزج مثمن مقبوض - مفاعلن ۸ بار

نسیمِ خلد مے وزد مگر ز جوئبار ہا کہ بوئے مشک می دہد ہوائے مرغزارہا

دلم بُردن شد از غمت غمت ز دل بروں نشد زبون شدم کہ بود کو ز دستِ غم زبون نشد

	مفاعلن	مفاعلن	مفاعلن	مفاعلن
۱	نسیم خل	دَمے دَزَدَ	مگرزجو	غبارہا
۲	کہ بوے مش	کَ مے دہد	ہواے مَر	عذارہا
۳	دلم بُرون	شدازغمت الف گر جائیگا	غمت زدل	بُرون نشد
۴	زبون شدم	کہ بودکو	زدستِ غم	زبون نشد

۹- ہزج مثمن مکفوف محذوف- عروض وضرب محذوف باقی مکفوف-

زہے باغ زہے راغ کہ بشگفتہ زبالا زہے صدر زہے بدر تبارک وتعالیٰ

مراعشق دوتا کرد بہنگام جوانی چرا باز نپرسی تو زحالم چو بدانی

	مفاعیل	مفاعیل	مفاعیل	فعولن
۱	زہے باغ	زہے راغ	کہ بشگفتہ ہ گر جاے گی	زبالا
۲	زہے صدر	زہے بدر	تبارک و	تعالیٰ
۳	مراعشق	دوتا کرد	بہ ہنگام	جوانی
۴	چرا باز	نپرسیت	زحالم چو	بدانی

مشق

اشعار ذیل کی تقطیع کرو- اور ان میں جو زحافات آئے ہیں اُن کو ظاہر کرو:

بگردون تیرہ ابرے بامداد ان بر شد از دریا جواہر خیزد گوہر ریزد گوہر بیزد گوہر زا

فرو بگرفتہ گیتی را بباغ و راغ و کوہ و در نم ابر و دم باد و تف برق و غو تندر

بہار آمد کہ از گلبن ہمی بانگ ہزار آید بہر ساعت خروش مرغ زار از مرغزار آید

دلِ من پیر تعلیم است و من طفل زبان دانش دم تعلیم سر عشر و سر زانو دبستانش

گفتی کہ بخاقانی وقتے شکرم بخشم | بخشو نیم واللہ وقت است اگرم بخشی

اقبال و کرم مے گذارد ارباب ہمم را | ہمت نخورد نیشترِ لا و نعم را

ماہِ رمضان آمد اے ترکِ سمن بر | برخیز و مرا سبحہ و سجادہ بیاور

ہنگامِ بہار است و جہان چون بتِ فرخار | خیز اے بتِ فرخار بیار آن گُلِ بے خار

ولا وصفِ میانِ نازکِ جانانِ من گفتی | بگو گفتی حدیثِ از میانِ جانِ من گفتی

اے مرغِ سحر عشق ز پروانہ بیاموز | کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

۱۰- بحرِ ہزج مُسدّس سالم- مفاعیلن چھ بار

قناعت گنجِ آبادست اگر دانی | از و تا مے توانی رُو نہ گردانی

کجائی اے غزالِ مُشکبوئے من | چرا ہرگز نمے آئی ببوئے من

	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیلن
۱	قناعت گن	ج آبادس	اگر دانی
۲	از د تا مے	توانی رُو	نگردانی
۳	کجائی اے	غزالِ مُش	کبوئے من
۴	چرا ہرگز	نمے آئی	ببوئے من

۱۱- ہزج مسدّس مقصور- رُکن آخر مقصور باقی سالم- اِس وزن میں عروض و ضرب کا اختلاف حذف و قصر میں جائز ہے۔

بسے صورت بگردید ست عالم | درین صورت بگردد عاقبت ہم

عزیزان را دل از بہر تو خون است | دلِ خویشان نمیدانم کہ چون است

	مفاعیلن	مفاعیلن	مفاعیل یا فعولن
۱	بسے صورت	بگردید س	ت عالم
۲	درین صورت	بگردد عا	قبت ہم
۳	عزیزان را	دل از بہرے	تو خونست
۴	دلِ خویشان	نے دانم	کہ چونست

۱۲۔ ہزج مسدس محذوف۔ (رکن آخر محذوف باقی سالم)

الٰہی غنچۂ اُمید بکشاے گلے از روضۂ جاوید بنماے

دلا در عشق رنج ما کشیدی کرم کردی وزحمتہا کشیدی

	مفاعیلن	مفاعیلن	فعولن
۱	الٰہی غن	چۂ اُم مے	د بکشا ے
۲	گلے از رو	ضۂ جا وے	د بنما ے
۳	دلا در عش	ق رنجے ما	کشیدی
۴	کرم کردی	و زحمتہا	کشیدی

کف۔ قصر اور حذف کے جمع ہونے سے شعر موزون نہیں ہوتا ہے۔
شیرین خسرو نظامی۔ یوسف زلیخا جامی اور مثنوی زلالی اسی وزن میں ہے۔

۱۳۔ ہزج مسدس اخرب مقبوض مسبغ۔ صدر و ابتدا اخرب۔ عروض و ضرب مسبغ مقبوض۔

ہر غم کہ در آسمان حشر کردہ است غوغا بدر دلِ من آوردہ است

	مفعول	مفاعلن	مفاعیلان	
۱	ہر غم کہ	. در آسمان	حشر کردہ است	
۲	غوغا	بدر دل	من آوردہ است	

کبھی اِس وزن میں زحاف بدل جاتا ہے ے بادانش من بساخت آرے دانش بکراست دو ہر نامراد است۔

	مفعول	. مفاعلن	مفاعیلن یا	مفاعیلان
۱	بادان	شمن بسا	خ آرے (ت گرجائے گی)	
۲	مفعولن دانش بک	فاعلن رست دوہ	+	رنامرداست

صدر د اخرب ابتدا محذوف۔ پہلا حشو مقبوض دوسرا اشتر ضرب مسبغ عروض سالم۔

۱۴۔ ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف۔ یا مقصور(اول اخرب دوم مقبوض۔ سوم محذوف یا مقصور۔

اے برزدہ دامن بلا را | چون دررہ مردمی نہی پا
از چہرۂ د زلفِ پُر شکنجت | در دامنِ اژدہاست گنجت

	مفعول	مفاعلن	فعولن	
۱	اے برز	دہ دامن	بلا را	
۲	چون درر	ہ مردمی	نہی پا	
۳	از چہر	د زلفِ پُر	شکنجت	
۴	در دام	نِ اژدہا	ست گنجت	

صدر و ابتدا اخرب۔ حشو مقبوض عروض و ضرب مقصور۔

۱۵۔ ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور۔ ؎

اے درتگ و پوئے تو ز آغاز عنقائے نظر بلند پرداز
ہر چند تو شاہ و ما گدائیم دامن مفشان کہ مبتلائیم

	مفعول	مفاعلن	مفاعیل
۱	اے درت	گ و پوئے تو	ز آغاز
۲	عنقائے	نظر بلن	د پرداز
۳	ہر چند	تو شاہ و ما	گدائیم
۴	دامن مَ	فشان کہ مُب	تلائیم

فائدہ۔ اِس وزن میں کلیہ یہ ہے کہ اگر صدر و ابتدا اخرب آئے تو اُسکا حشو مقبوض ہوگا اور اگر اخرم آئے تو اُسکا حشو اشتر ہوگا۔ اور عروض و ضرب یا مقصور آئیگا یا محذوف (اِس اختلافِ زحافت کو عوام سکتہ کہتے ہیں)۔

۱۶۔ ہزج مسدس اخرم اشتر مقصور۔ مفعولن فاعلن مفاعیل۔

صد بارم بیش اگر کشی زار برخیزم تا کشی دگر بار

	مفعولن	فاعلن	مفاعیل
۱	صد بارم	بیشگر	کشی زار
۲	برخیزم	تا کشی	دگر بار

۱۷۔ ہزج مُسدّس اخرب مقبوض سالم۔ مفعول مفاعلن مفاعیلن۔

چندان کہ مروّت است در دادن	در ناشُندن ہزار چندان است
در ہجر مُبرّس از تب وتابم	چون زیبق تفت رسیدہ بیتابم

	مفعول	مفاعلن	مفاعیلن	
۱	چندان	کہ مروّت اس	ت در دادن	
۲	در نا بس	شُدن ہزا	ر چندان اس ت گر جا ئیگی)	
۳	در ہجر	مُبرّس از	تب وتابم	
۴	چون زیب	قِ تفت رسی	دہ بیتابم	

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو۔ اور ان میں جو زحافات ہوں اُن کو ظاہر کرو۔

الا اے خیمگی خیمہ فرو ہِل — کہ پیش آہنگ بیرون شُد زمنزل
شُبے گیسو فرو ہشتہ بدامن — پلاسش معجر وقیریش گرزن
بدہقانِ کربور گفت انگور — مراخورشید کرد آبستن از دُور
از چہرۂ و زلفِ پُرشکنجت — در دامن اژدہاست گنجت
زلف است کہ بر رُخت نقاب است — یا ابر حجابِ آفتاب است
یکے از دردمندانِ تو مائیم — بیا تا دردمند بہا نمائیم
اشکے چو عقیق ازان فشانم — کز لعلِ تو مے دہد نشانم
رفتی و مرا خبر نہ کردی — بر بیکسیم نظر نہ کردی

بحرِ ہزج مثمن سالم۔ مستفعلن ۸ بار

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری — ہر چند وصفت میکنم در وصفت آن بالاتری
ساقی بدہ رطلِ گران زان مے کہ دہقان پرورد — اندہ برد غم بشکرد شادی دہد جان پرورد

	مستفعلن	مستفعلن	مستفعلن	مستفعلن
۱	اے چہرۂ	زیبائے تو	رشکِ بتا	نِ آذری
۲	ہر چند وص	فت می کنم	در وصفتِ ان	بالاتری
۳	ساقی بدہ	رطلِ گران	زان مے کہ دہ	قان پرورد
۴	اندہ برد	غم بشکرد	شادی دہد	جان پرورد

فائدہ۔ فصحائے عجم اس بحر کو اکثر مثمن لائے ہیں۔ مسدس کا استعمال بہت کم ہے۔ اور مزاحف سوائے مطوی اور مخبون کے اور بہت کم استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ بحر رجز مثمن عروض و ضرب مذال باقی سالم۔

خون شد دل دیوانہ ام زلفت ببازی ہمچنان — آخر رسید افسانہ ام شب را درازی ہمچنان
بیچارہ خسرو خستہ را خون ریختن فرمودہ است — خلقے بہشت یک طرف آن شوخ تنہا یک طرف
آخر بجانان میرسی اندر طلب مردانہ باش — ترکِ تعلق پیشہ کن وز خویش ہم بیگانہ باش

	مستفعلن	مستفعلن	مستفعلن	مستفعلان
۱	خون شد دل	دیوانہ ام	زلفت ببا	زی ہم چنان
۲	آخر رسی	د فسانہ ام	شب را درا	زی ہم چنان
۳	آخر بجا	نان می رسی	اندر طلب	مردانہ باش

۴	بترکِ تعل	ق پیشہ کن	وز خویش ہم	بیگانہ باش
۵	بیچارہ حس	رو خستہ را	خون ریختن	فرمودہ است
۶	خلقے بہ من	نت یک طرف	آن شوخ تن	ہا یک طرف

تیسرے شعر میں عروض مذال ضرب سالم ہے۔

۳۔ بحر رجز مثمن مطوی۔ اس میں سب ارکان مطوی ہیں یعنی مستفعلن سے مستعلن ہوا اُسکے بجائے مفتعلن لاتے ہیں۔ ۸ بار

مُردہ بُدم زندہ شُدم زندہ بدم مُردہ شدم — دولتِ عشق آمد و من دولتِ پایندہ شدم

مے بشگفد دل بہ چمنہا ز نسیمِ سحری — وہ چہ شود گر نفسے پہلوے من بادہ خوری

	مفتعلن	مفتعلن	مفتعلن	مفتعلن
۱	مُردہ بُدم	زندہ شدم	زندہ بُدم	مُردہ شدم
۲	دولتِ عش	ق آمد و من	دولتِ پا	ئندہ شدم
۳	مے بشگفد	دل بہ چمن	ہا ز نسی	م سحری
۴	وہ چہ شود	گر نفسے	پہلوے من	بادہ خوری

۴۔ رجز مثمن مطوی مخبون۔ یہاں ایک رکن مطوی ہے۔ ایک مخبون۔

آنکہ نباتِ عارضش آبِ حیات می خورد — در شکرش نگہ کند ہر کہ نبات می خورد

فغان کنان ہر سحرے بکوے تو می گذرم — چو نیست رہ سوے توام بہ بام و در نگرم

	مفتعلن	مفاعلن	مفتعلن	مفاعلن
۱	فغان کنان	ہر سحرے	بکوے تو	مے گذرم
۲	چو نیست رہ	سوے توام	بہ بام و در	مے نگرم

۳ آن کہ نبا	تِ عارضش	آبِ حیا	ت مے خورد
۴ در شکرش	نگہ کند	ہر کہ نبا	ت مے خورد

۵- رجز مثمن مطوی مخبون مقطوع- مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفعولن-

سرو نخوانمت کہ او نیست بدین رعنائی ماہ نگویمت کہ مہ نیست بدین زیبائی

مفتعلن	مفاعلن	مفتعلن	مفعولن
۱ سرو نخا	نمت کہ او	نیست بدین	رعنائی
۲ ماہ نگو	یمت کہ مہ	نیست بدین	زیبائی

۶- رجز مسدس سالم- مستفعلن ۶ بار

ساقی بعشرت کوش در دورانِ گل مگزار از کف جام تا پایانِ گل

اے از رخت ماہِ فلک گشتہ خجل پیشِ قدت سروِ سہی شد پا بگل

مستفعلن	مستفعلن	مستفعلن
۱ ساقی بعش	رت کوش در	دوران گل
۲ مگزار از	کف جام تا	پایانِ گل
۳ اے از رخت	ماہِ فلک	گشتہ خجل
۴ پیشِ قدت	سروِ سہی	شد پا بگل

۷- رجز مسدس مطوی- مفتعلن- ۶ بار

نیست مرا جز تو نگارے دگرے مے نہ کنی ہیچ بکارم نظرے

در برم آن ماہ نیامد نفسے شکوہ از ان ماہ مرا ہست بسے

	مفتعلن	مفتعلن	مفتعلن
۱	نیست مرا	جز تونگا	رے دگرے
۲	مے نہ کنی	ہیچ بکا	رم نظرے
۳	در بزم آن	ماہ نیا	مد نفسے
۴	شکوہ ازان	ماہ مرا	ہست بسے

۸- رجز مسدس مخبون- مفاعلن ۶ بار

کنون کہ گردد از بہار خوش ہوا فزون شود بہر دل اندرش ہوا

	مفاعلن	مفاعلن	مفاعلن
۱	کنون کہ گر	دد از بہا	رخوش ہوا
۲	فزدن شود	بہر دل اَن	درش ہوا

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو- اور اُن میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو:-

۱ عید است و جامِ زر فشان از مے گرانبار آمدہ ہر زاہدے دامن کشان در دَیرِ خمار آمدہ
۲ فغان کنان ہر سحرے بکوُے تو مے گذرم چو نیست رہ سوُے توام ببام و دری نگرم
۳ تاکے غمِ دل گفتنم در خانہ با دیوار ہا خواہم زد از بے طاقتی فریاد در بازار ہا
۴ باز خدنگِ شوق زد عشق در آب و خاکِ ما قطع حریف مست شد دامنِ چاک چاکِ ما
۵ فغان کنان ہر سحرے بکوُے تو مے گذرم چو نیست رہ سوُے توام ببام و دری نگرم
۶ مُرغان و ماہی در وطن آسودہ اند الا کہ من برمن جہانے مرد و زن بخشودہ اند الا کہ من

۱- بحر رمل مثمن سالم- فصحائے عجم اِس بحر کو مثمن اور مسدس دونوں

لاتے ہیں۔ اور عروض اور ضرب کو اس بحر میں سالم نہیں لاتے۔ بلکہ اکثر محذوف یا مقصور یا مقطوع یا اشعث یا مسبغ لاتے ہیں۔ فاعلاتن ۸ بار

شکل دل بُردن کہ تو داری نباشد دلبرے را　خواب بندیہائے چشمت کم بُوَد جادوگرے را
ترکِ چشمِ او کُند ساکن دلِ بیتاب مارا　زندگانی گشتنِ آتش بُوَد سیماب مارا

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن
۱ شکل دل بُر	دن کہ تو دا	ری نباشد	دلبرے را
۲ خواب بندی	ہائے چشمت	کم بُوَد جا	دوگرے را
۳ تُرکِ چشمِ	او کُند سا	کن دلِ بے	تاب مارا
۴ زندگانی	گشتنِ آ	تش بُوَد سی	ماب مارا

۴۔ بحرِ رمل مثمن مقصور۔ یہاں رُکنِ آخر مقصور ہے۔ باقی سالم۔ فاعلاتن فاعلاتن۔ فاعلاتن۔ فاعلان۔

تا خزان زد خیمۂ کافور گون بر کوہسار　مفرشِ زنگار گون بر داشتند از مرغزار
باشکوہِ کوہ حلمت ابر گریان بر جبال　باوجودِ جودِ دستت برق خندان بر سحاب

فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلان
۱ تا خزان زد	خیمۂ کا	فور گون بر	کوہسار
۲ مفرشِ زن	گار گون بر	داشتند از (دال گر جائیگی)	مرغزار
۳ باشکوہِ	کوہِ حلمت	ابر گریان	بر جبال
۴ باوجودِ	جودِ دستت	برق خندان	بر سحاب

۳-بحرِ رمل مثمن محذوف-اس میں رکنِ آخر محذوف باقی سالم ہے۔
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن۔

ہر کرا بینم سخن با او زِ ہر جا مے کنم تا کند ذکرِ تو صد تقریب پیدا می کنم

	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن
۱	ہر کرا بی	نم سخن با	او زِ ہر جا	مے کنم
۲	تا کند ذک	رِ تو صد تق	ریب پیدا	مے کنم

۴-بحرِ رمل مثمن مشکول-اس میں ایک رکن سالم اور ایک مشکول بترتیب آتا ہے۔ فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن۔

بملازمانِ سلطان کہ رساند ایں دعا را کہ بشکرِ بادشاہی زِ نظر مران گدا را
بغلامیٔ تو مارا خبر از جہان بر آمد گرہے زِ زلف کم کن کمرے زِ دستِ ما را

	فعلات	فاعلاتن	فعلات	فاعلاتن
۱	بملاز	مانِ سلطان	کہ رسانَ	د ایں دعا را
۲	کہ بشکرِ	بادشاہی	زِ نظر مَ	ران گدا را
۳	بغلامِ	یے تو مارا	خبر از جَ	ہان بر آمد
	گرہے زِ	زلف کم کن	کمرے زِ	رِ دست ما را

۵-بحرِ رمل مثمن مخبون مقصور-اس میں عروض مشعث مقصور ہے اور ضرب مخبون مقصور اور حشو مخبون اور صدر و ابتدا سالم-فاعلاتن۔ فعلاتن فعلاتن فعلان۔

بامدادان کہ تفاوت نہ کند لیل و نہار   خوش بود دامنِ صحرا و تماشائے بہار
می کنم ہر نفس از دستِ فراقت فریاد   آہ اگر نالۂ زارم نہ رساند بہ تو باد

	فاعلاتن	فعلاتن	فعلاتن	فعلان (نون ساکن)
۱	بامدادان	کہ تفاوت	نکنند لے	لُ نہار
۲	خوش بودا	منِ صحرا	و تماشا	ئے بہار
۳	مے کنم ہر	نفس از دس	تِ فراقت	فریاد (ر متحرک ہو جائیگی)
۴	آہ اگرنا (ہ گر جائیگی)	لۂ زارم	نہ رساند	بہ تو باد

۶- بحرِ رمل مثمن مخبون مقطوع- اسمیں رکنِ اول سالم حشو مخبون ہے- اور رکنِ آخر مقطوع- فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فعلن-

رونقِ عہدِ شباب است دگر بستان را   می رسد مژدۂ گل بلبلِ خوش الحان را
عاشق از پردۂ اغیار چہ پروا دارد   آتش از سرزنشِ خار چہ پروا دارد

	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	فعلن
۱	رونقِ عہ	دِ شبابس	ت دگر بس	تان را
۲	می رسد	مژدۂ گل	بلبلِ خوش اَل	حان را
۳	عاشق از	پردۂ اغ	یار چہ پروا	دارد
۴	آتش از سر	زنشِ خا	ر چہ پروا	دارد

۷- بحرِ رمل مثمن مخبون- صدر و ابتدا سالم باقی ارکان مخبون- فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن-

مردمان عیب کنندم کہ چرا دل بتو دادم   باید اول بتو گفتن کہ چنین خوب چرائی

...ان چو در وصل سپردم بچہ آید غمِ فرقت	کشتنی مرد بگوئید کہ جلاّد نیاید			
	فاعلاتن	فعلاتن	فعلاتن	فعلاتن
۱	مردمان ع	ب کنندم	کہ چرا دل	بہ تو دادم
۲	بایداول	بہ تو گفتن	کہ چنین خو	ب چرائی
۳	جان چو در وص	ل سپردم	بچہ آید	غمِ فرقت
۴	کشتنی مر	د بگوئے	د کہ جلاّ	د نیاید

۸- رمل مسدّس سالم- فاعلاتن ۶ بار

اے نگارین روئے دلبر زآنِ مائی　　رخ مکن پنہان چو اندر جانِ مائی

	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلاتن	
۱	اے نگارین	روئے دلبر	زآنِ مائی	
۲	رخ مکن پن	ہان چو اندر	جانِ مائی	

۹- بحر رمل مسدّس مخبون مشعث مقصور- اس میں صدر او رابتدا سالم حشو مخبون- عروض و ضرب مشعث مقصور ہے- اور زحافاتِ رمل مسدّس مثل رمل مثمن ہیں-

بس بگردید و بگردد روزگار　　دل بہ دنیا در نہ بندد ہوشیار

روزِ عیش و طربِ بستان است　　روز بازارِ گل و ریحان است

	فاعلاتن	فاعلاتن	فعلان	
۱	بس بگردی	دو بگردد	روزگار	

۲	دل بدنیا	در نہ بندد	ہوشیار
۳	روزِ عیش و	فعلاتن طرب بس	تان است
۴	روز باز ا	،، رِ گل درے	حان است

۱۰- رمل مسدس محذوف - فاعلاتن فاعلاتن فاعلن -

گفت زاہد از بہشتم دِہ خبر گفتمش زنہار نامِ او مبر
در دم از یار است دربان نیز ہم دل فدائے او شد و جان نیز ہم

	فاعلاتن	فاعلاتن	فاعلن
۱	در دم از یا	رست و دربان	نیز ھم
۲	دل فدائے	او شد و جان	نیز ھم
۳	گفت زاہد	از بہشتم	دِہ خبر
۴	گفتمش زن	ہار نامِ	او مبر

۱۱- رمل مسدس مخبون مقصور - فاعلاتن فعلاتن فعلات یہاں صدر وابتدا سالم حشو مخبون - عروض و ضرب مقصور ہے -

شکرین لعلِ تو کانِ نمک است گرچہ شکر نہ مکانِ نمک است
بُردہ صبر از دل و آرام زجان چشم و ابروئے تو اے سرو روان

	فاعلاتن	فعلاتن	فعلات
۱	شکرین لع	لِ تو کانِ	نمک است
۲	گرچہ شکر	نہ مکانِ	نمک است
۳	بُردہ صبر از	دل و آرا	م زِ جان

۴	چشم وابرو	ئے تواے سر	دِ رَوان

مشق

شعارِ ذیل کی تقطیع کرو۔ اور اُن میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو۔

اے سران ملک را شمشیرِ تو مالکِ رقاب ... باغِ عدل از جو ئبارِ تیغ سبزت خوردہ آب

ابرِ آذاری برآمد از کنارِ کوہسار ... بادِ فروردین بجنبد از میانِ مرغزار

حاسدان بر من حسد کردند و من کردم چنین ... دادِ مظلومان بدہ اے عز امیر المومنین

اے متاعِ درد در بازارِ جان انداختہ ... گوہرِ ہر سُود در جیبِ زیان انداختہ

اے فروغِ ماہِ حُسن از روے رخشانِ شما ... آبروئے خوبی از چاہِ زنخدانِ شما

چشمِ دولت زسوادِ قلمت گشت منیر ... باغِ دانش زسحابِ کرمت ہست نضیر

سرو با قدِ تو خواہد کہ کند خود را راست ... راستی نیستش این شیوہ کہ بالاے تراست

منم امروز و بلائے غمِ ہجران بر سر ... کردہ در کارِ تو چون شمع سر و جان بر سر

حُور اگر دیدہ برین روضہ کند روزے باز ... گُند از شرم درِ روضۂ فردوس فراز

صُبحگاہے کہ صبا مجمرہ گردان باشد ... گُل فرو کردہ بدان مجمرہ دامان باشد

غمِ موجود و پریشانیِ معدوم ندارم ... نفسے مے زنم آسودہ و عمرے بسر آرم

شکرت را شد اگرچہ سپہِ مور حشب ... مگسے نیز نخواہم کہ کند سایہ بران لب

ہر کجا بینم مہے بر عاشقِ خود مہربان ... اُفتد از بے مہریِ ماہِ خودم آتش بجان

قدرے بخند و از رخ قمرے نماے مارا ... سخنے بگوے و از لب شکرے نماے مارا

چارۂ ہجرِ تو سازم بوصالِ دگران ... آہ تا چند کشم بے تو بحالِ دگران

ساخت برگِ طرب و عیش مہیا نرگس ... تا کشد بادُف و نے ساغرِ صہبا نرگس

ا بحرِ سریع سالم۔ اِس بحر کو فصحاے عرب و عجم نے سالم استعمال نہیں کیا۔ اور

اہلِ فارس اس بحر کے عروض وضرب کو اکثر مطوی اور موقوف یا مکسوف لائے ہیں۔ اور بحر مسدس کو اختیار کیا ہے مستفعلن مستفعلن مفعولات ۲ بار

خواہم ترا جویم ترا من اے یار   خوانم ترا گویم ترا گل رخسار

	مستفعلن	مستفعلن	مفعولات
۱	خواہم ترا	جویم ترا	من اے یار
۲	خوانم ترا	گویم ترا	گل رخسار

یہ وزن خالی از تکلف نہیں ہے۔

۳۔ بحر سریع مطوی موقوف۔ مفتعلن مفتعلن فاعلات تینوں رکن مطوی ہیں۔ اور رکن آخر موقوف بھی ہے۔

وقت ضرورت چو نماند گریز   دست بگیرد سر شمشیر تیز
صید کنان مرکب نوشیروان   دور شد از کوکبۂ خسروان

مفتعلن		مفتعلن	فاعلات
۱	وقت ضرو	رت چو نما	ند گریز
۲	دست بگی	رد سر شم	شیر تیز
۳	صید کنان	مرکب نو	شیروان
۴	دور شد از	کوکبۂ	خسروان

۴۔ بحر سریع مطوی مکسوف۔ مفتعلن مفتعلن فاعلن۔ یہاں عروض وضرب مکسوف ہیں باقی مطوی۔

شیر خدا شاہِ ولایت علی   صیقلی شرکِ خفی وجلی

مرد ہمہ جا بہ سرِ کار بہ		شخصِ معطّل خجل و خوار بہ
مفتعلن	مفتعلن	فاعلن
۱ شیرِ خدا	شاہِ ولا	یت علی
۲ صیقلی	یِ شرکِ خفی	ئی و جلی
۳ مرد ہمہ	جا بسرے	کار بہ
۴ شخصِ معط	طل خجل و	خوار بہ

۴۔ بحر سریع مطوی مقطوع مجدوع۔ مفتعلن مفعولن۔ فاع۔

اے گلِ رُویت آتش بیز حلقۂ زلفت سنبل خیز

مفتعلن	مفعولن	فاع
اے گلِ رُو	یت آتش	بیز
حلقۂ زل	فت سنبل	خیز

۵۔ بحر سریع مخبون مکسوف۔ متفعلن متفعلن فعولن۔

اے نازنین در کوئے ما گزر کن اے مہ جبین بر روئے ما نظر کن

متفعلن	متفعلن	فعولن
اے نازنین	در کوئے ما	گزر کن
اے مہ جبین	بر روئے ما	نظر کن

تنبیہ۔ بقول صاحبِ حدایق البلاغۃ یہ وزن فارسی میں مستعمل نہیں ہے۔ عربی کے مسدس میں خبن عروض و ضرب نہیں روا نہیں لہٰذا بقول گرامی اس وزن کو بحر رجز سے سمجھنا چاہیے۔

۶۔ بحر سریع مطوی موقوف۔ مفتعلن مفتعلن فاعلات۔

از تبِ عشق تو تنم شُد نزار		تابِ غمت کرد دلم تنگ و تار	
	مفتعلن	مفتعلن	فاعلات
۱	از تبِ عش	قِ تو تنم	شُد نزار
۲	تابِ غمت	کرد دِلم	تنگ و تار

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو اور ان میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو:-

شیر سگے داشت کہ چون بُو گرفت — سایۂ خورشید بر آہو گرفت
آمدہ نوروز ہم از بامداد — آمدنش فرخ و فرخندہ باد
با تو مرا سوختن اندر عذاب — بہ کہ شُدن با دگرے در بہشت
قطرہ ز فیضِ تو گہرے شود — خاک بتاثیرِ تو زرے شود
واجب اوّل بہ وجودِ قدم — بے تو وجودے کہ بُوَد از عدم

۱- بحر منسرح کا اصلی وزن جس کو سالم کہتے ہیں- مستفعلن- مفعولات
مستفعلن- مفعولات-

یک دم بیا اے دلدار بنما آن رُخسار — کز رشکِ گُل در گلزار در پیرہن دارد خار

	مستفعلن	مفعولات	مستفعلن	مفعولات
۱	یک دم بیا	اے دلدار	بنما مرا	آن رُخسار
۲	کز رشکِ گُل	در گلزار	در پیرہن	دارد خار

شعرائے عجم نے اِس بحر کو سالم نہیں استعمال کیا- اور اہلِ فارس نے اِس بحر کو

مستزاد میں بھی کم استعمال کیا ہے۔ اِس بحر کے عروض اور ضرب کو موقوف یا مکسوف یا مجذوع یا منحور لاتے ہیں۔

۲۔ منسرح مثمن مطوی مکسوف موقوف ۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات۔

یہاں مستفعلن ہر جگہ مطوی آیا ہے اور مفعولات عروض اور ضرب میں مطوی موقوف اور حشو میں مطوی مکسوف آئیگا۔

نوشِ لبِ لعلِ تو قیمتِ شکر شکست　　چینِ سرِ زلفِ تو رونقِ عنبر شکست

بہرِ تو ام منتظر چشم براہ اے نگار　　جانِ من آمد بلب چند کشم انتظار

	مفتعلن	فاعلن	مفتعلن	فعلات
۱	نوشِ لبِ	لعلِ تو	قیمتِ شکر	شکست
۲	چینِ سرِ	زلفِ تو	رونقِ عن	بر شکست
۳	بہرِ تو ام	منتظر	چشم برا	اے نگار
۴	جانِ من آ	مد بلب	چند کشم	انتظار

۳۔ منسرح مثمن مطوی موقوف مکسوف ۔ مفتعلن۔ فاعلات۔ مفتعلن۔ فاعلن۔

عشق بیفشرد پاے بر نمطِ کبریا　　بُرد بدستِ تخست ہستیِ ما را زیا

سنتِ عشاق نیست دل بہوس داشتن　　قالبِ خاکی چو باد ہمرہِ خس داشتن

	مفتعلن	فاعلات	مفتعلن	فاعلن
۱	عشق بیفـ	شرد پاے	بر نمطِ	کبریا

۲	بُرد بدس	ت تخنت	ہستی ما	راز یا
۳	سنت عش	اق نیست	دل بہوس	داشتن
۴	تا لب خا	کی چو باد	ہمرہ خس	داشتن

۴۔ منسرح مثمن مطوی مجدوع۔ مفتعلن۔ فاعلات۔ مفتعلن۔ فاع۔ (یہاں عروض اور ضرب مجدوع آیا ہے۔ اور باقی اجزا مطوی۔ مگر رکن ثانی حشو مکفوف ہے۔

ما بخدا تا خیالِ خالِ تو داریم　　حالِ پریشان تراز موے تو داریم
بخت جوان دارد آن کہ با تو قرین است　　پیر نگردد کہ در بہشتِ برین است

	مفتعلن	فاعلات	مفتعلن	فاع
۱	ما بخدا	تا خیال	خالِ تو دا	ریم
۲	حالِ پری	شان تراز	موے تو دا	ریم
۳	بخت جوان	دارد آک	با تو قری	نس
۴	پیر نگر	دد کہ در	ہشتِ بری	نس

۵ منسرح مثمن مطوی منحور۔ (عروض و ضرب منحور باقی مطوی۔ مفتعلن۔ فاعلات۔ مفتعلن۔ فاعلات۔ مفتعلن۔ فع۔

بافتنِ ریسمان نہ معجزہ باشد　　معجزہ داؤد بین کہ آہن باف است
دیدۂ اہلِ طمع بہ نعمتِ دنیا　　پُر نشود ہمچنان کہ چاہ بہ شبنم

	مفتعلن	فاعلات	مفتعلن	فع
۱	بافتن	ریسمان نہ	معجزہ با	شد

۲	معجزہ ا	وُ ذہین کہ	آہن با	دش
۳	دیدۂ آہ	لِ طمع بہ	نغمتِ دُن	یا
۴	پُر لسشو د	ہم چنان کہ	چاہ بہ شب	نم

تنبیہ۔ اجتماعِ جذع و خزم سے شعر ناموزون نہین ہوتا۔

۵۔ منسرح مسدّس مطوی مقصور۔ مفتعلن۔ فاعلات۔ مفتعلن۔

شاہِ جہان باد تا زمانہ بُوَد — کز کرمش خلق شادمانہ بود

یک نفسم بے تو نیست عیش و طرب — مے گزرد روز و شب بہ رنج و تعب

	مفتعلن	فاعلات	مفتعلن
	شاہِ جہان	باد تا ز	مانہ بُوَد
	کز کرمش	خلق شاد	مانہ بُود
	یک نفسم	بے تو نیس	عیش و طرب
	مے گزرد	روز و شب	بہ رنج و تعب

۶۔ بحر منسرح مسدّس مطوی مقطوع۔ مفتعلن۔ فاعلات۔ مفعولن۔

بس کہ بموئیت اسیر شد جانم — گر بگزاری گریخت نتوانم

	مفتعلن	فاعلات	مفعولن
۱	بس کہ بمو	یت اسیر	شد جانم
۲	گر بگزا	ری گریخ	نتوانم

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو- اور اُن میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو-

آن کہ دلم صیدِ اوست میر شکارِ من است | دلت بخونم نگار کردہ نگارِ من است
بہرِ صبوح از درم مست در آمد نگار | غالیہ بر زد پگاہ بر گُلِ سُوری بکار
گرد خزاں تاختن بر صفِ خیلِ بہار | باد وزان بر رزان گشت بدل کینہ دار
نامزد حُسن تو شُد آسمان | نامزدِ عشقِ تو آمد جہان
جبہۂ زرّین نمود طرۂ صبح از نقاب | عطسۂ شب گشت صبح خندۂ صبح آفتاب
مُرغ شُد اندر سماع رقص کنان صبحدم | بلبلہ را مُرغ دار وقتِ سماع است ہم
آنچہ تو داری بحُسن ماہ ندارد | جاہ و جلالِ تو پادشاہ ندارد
من نشنیدم کہ خط بر آب نویسند | آیتِ خوبی بر آفتاب نویسند
کیست کہ وقتِ سحر ناوکِ ماتم زدہ | شد صفِ مژگانِ او لشکرِ برہم زدہ
عذرِ جفا بر تو نیست دم مزن اے چرخ | گر گلہ مند از تو بودمے چہ غمستے

۱- بحرِ مضارع سالم- مفاعیلن- فاعلاتن- مفاعیلن- فاع لاتن ہے
شعرائے عجم نے اِس بحر کو سالم نہیں استعمال کیا- اور اِس میں خبن
اور شکل نہیں ہوتا- اِس بحر میں مراقبہ ہے-

۲- مضارع مثمن اخرب- مفعول- فاع لاتن- مفعول- فاعلاتن-
اِس میں مفاعیلن اخرب آیا ہے- اور فاع لاتن سالم-

خواہم کہ سیر بینم رُوئے چو یاسمینش | لیک آفت است چشمش می ترسم از کمینش
از تو وفا نیاید دانی کہ نیک دانم | وز من جفا نخیزد دانم کہ نیک دانی

فاعلاتن	مفعول	فاعلاتن	مفعول
یاسمینش	رُوئے چو	سیر بینم	خواہم کہ
از کمینش	می ترسم	تست چشمش	لیک آفَ
نیک دانم	دانی کہ	فا نیاید	از توو
نیک دانی	دانم کہ	فا نخیزد	وز من حَ

۳- مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور ـ مفعول ـ فاعلات ـ مفاعیل ـ فاعلات (یا فاعلن) یا فاعلان) اول اخرب ـ دوم سوم مکفوف آخر مقصور یا محذوف ـ

اقبال مند آن کہ بہ تائیدِ کردگار ـ در زیر پا نظر کند از اوج اعتبار
فضلِ خدائے را کہ تواند شمار کرد ـ تاکیست آن کہ شکر یکے از ہزار کرد

فاعلن یا فاعلان	مفاعیل	فاعلات	مفعول
کردگار	بتائید	مند آن کہ	اقبال
اعتبار	نَد از اوج	یا نظر کُ	در زیر
مار کرد	تواند شُ	دائے را کہ	فضلِ خُ
زار کرد	یکے از ہَ	ت آن کہ شکر	تاکیس

۴- مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول ـ فاعلات ـ مفاعیل ـ فاعلن ـ

اول اخرب ـ دوم و سوم مکفوف ـ آخر محذوف ـ

بادِ سحر گہی بہوائے تو جان دہد ـ آبِ حیات را لبِ لعلت روان دہد
در دُرج دُرِ عقیق لبت نقدِ جان نہاد ـ جنسے عزیز یافت بجائے نہان نہاد

	مفعول	فاعلات	مفاعیل	فاعلن یا فاعلات
۱	بادِ سَ	حَر گہی بہ	ہوائے تو .	جان دہد
۲	آب رخ	یات رالَ	ببِ لعلت رَ	وان دہد
۳	دَر دُرجِ	دُر عقیق	بست نقدِ	جان بہادِ
۴	بِجلسے عَ	زیز یافت	بجائے رِن	ہان بہاد

۵- مضارع مثمن اخرب محذوف - مفعولُ فاعلاتن مفعول - فاعلان

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی — بازارِ خویش و آتشِ ما تیز می کنی
دوش از دَرم در آمد سرمست و بیقرار — ہمچون مہِ دو ہفتہ ہر ہفت کردہ یار

	مفعول	فاعلاتن	مفعول	فاعلان
۱	دیدار	می نمائی	و پرہیز	می کنی
۲	بازار	خویش و آت	شِ ما تیز	می کنی
۳	دوش از دَ	رم در آمد	سرمست و	بے قرار
۴	ہمچون	مہ دو ہف	تہ ہر ہف	ت کردہ یار

۶- مضارع مثمن اخرب مسبّغ - مفعول - فاعلاتن - مفعول - فاعلاتان

اے لعل نوش خندت کامِ شکر دہانان — سرِّ دہانت بیرون از فہمِ نکتہ دانان
از ورزشِ جفایش دل را چو سنگ کردیم — با یارِ آہنین دل سامانِ جنگ کردیم

	مفعول	فاعلاتن	مفعول	فاعلاتان
۱	اے لعل	نوشخندت	کامِ شَ	کر دہانان
۲	سرِّ دَ	ہانت بیرون	از فہم	نکتہ دانان

۳	از درز	ش جفایش	دل را چو	سنگ کردیم
۴	با یار	آہنین دل	سامانِ	جنگ کردیم

۷- بحرِ مضارع مسدس اخرب مکفوف- مفعول- مفاعیل- فاعلاتن-

تا ملکِ جہان را قرار باشد فرمان دہِ آن شہریار باشد

تنبیہ- مولانا قدر بلگرامی نے کہا ہے کہ یہ وزن بحر قریب مسدس الاصل اخرب مکفوف سالم العروض والضرب سے ہے

	مفعول	مفاعیل	فاعلاتن
۱	تا مُلکِ	جہان رامَ	دار باشد
۲	فرمان دِ	ہِ آن شہر	یار باشد

۸- بحرِ مضارع مسدس اخرب مکفوف مقصور- مفعول- مفاعیل- فاعلان-

کو آصفِ جم گو بیا ببین بر تختِ سلیمان راستین

	مفعول	مفاعیل	فاعلان
۱	کو آص	ف جسم گو ب	یا ببین
۲	بر تخت	سلیمان	راستین

تنبیہ- بقولِ قدر بلگرامی یہ وزن بھی قریب مسدس اخرب مکفوف مقصور یا محذوف سے ہے- نمبر ۷ اور ۸ کے وزن صاحب حدایق البلاغہ نے قایم کیے ہیں-

۹- مضارع مسدس مکفوف محذوف- مفاعیل فاعلات- فعولن-

خوشا جلوۂ جمالِ تو دیدن خوشا میوۂ وصالِ تو چیدن

	مفاعیل	فاعلات	فعولن
۱	خوشا جلو	ۂ جمالِ	تو دیدن .
۲	خوشا میو	ۂ وصال	تو چیدن

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو - اور اِن میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو :-

اے لعبتِ حصاری شغلِ دگر نداری
مجلس چرا نہ سازی بادہ چرا نیاری

ہر دل کہ در ہوائے جمالش کمال یافت
عنقائے ہمتش دو جہان پائمال یافت

صوفی بیا کہ آئینہ صاف است جام را
تا بنگری صفائے مئے لعل فام را

رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست پُرس
کاین رتبہ نیست صوفیِ عالی مقام را

شکّر و سپاس و منّت و عزّت خدائے را
پروردگارِ خلق و خداوند کبریا

ہر صبح سر ز گلشنِ سودا بر آورم
در صورِ آہ بر فلک آوا بر آورم

صفے است حسن اور اکہ بوہم در نیاید
رُوشے است عشقِ اور اکہ بگفت در نیاید

صدرے کہ قدر کان شکند گوہرِ سخاش
بحرے کہ نزلِ جان فگند پیکرِ سخاش

ما فتنہ بر تو ایم تو فتنہ بر آئینہ
ما را نگاہ در تو ترا اندر آئینہ

قحط و وفا ست در شبہ آخر الزمان
ہان اے حکیم پردۂ غفلت بساز ہان

چون آہِ عاشقان صبح آتشین معنبر
سیماب آتشین ز دور بادبانِ اخضر

کس گوہر مرا نخرد مفت زیرِ چرخ
اندر صدف چو قطرۂ نیسان نشستہ ام

۱- بحرِ مجتث سالم - مُستفعلن - فاعلاتن مُستفعلن - فاعلات - شعرائے عجم نے اِس بحر کو مثمن ہی استعمال کیا ہے -

۲- بحرِ مجتث مثمن مخبون - مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن - فعلاتن

زدور نیست میسر نظر بروئے تو مارا — چہ دولت است تعالی اللہ از قدِ تو قبارا
اگر مطالعہ خواہد کسے بہشتِ برین را — بیا مطالعہ کن گو بہ نو بہار زمین را

	مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعلاتن
۱	زدور نیس	ت میسر	نظر برو	بے تو مارا
۲	چہ دولتس	ت تعالل	لہ از قدِ	تو قبارا
۳	اگر مطا	لعہ خاہد	کسے بہش	تِ برین را
۴	بیا مطا	لعہ کن گو	بنو بہا	ر زمین را

۳- بحرِ مجتث مخبون مقصور - مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن - فعلات
یا فعلان - اس میں آخر رکن مقصور ہے - اور سب مخبون -

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست — پس اعتماد برین پنج روز فانی نیست
زبس کہ دردِ تو برجانِ ناتوانِ من است — ہلاکِ من طلبد ہر کہ مہربانِ من است

	مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعلات یا فعلان
۱	خوش است عم	ر دریغا	کہ جاودا	نی نیست
۲	پس اعتما	د بر این	روز فا	نی نیست
۳	زبسکہ در	دِ تو برجا	نِ ناتوا	نِ من است
۴	ہلاکِ من	طلبد ہر	کہ مہربا	نِ من است

۴- بحرِ مجتث مخبون مقصور مقطوع - مفاعلن فعلاتن - مفاعلن فعلات

	مفاعیل	فاعلات	فعولن
۱	خوشا جلو	ۂ جمالِ	تو دیدن .
۲	خوشا میو	ۂ وصال	تو چیدن

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو۔ اور اِن میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو:۔

اے لعبتِ حصاری شغلِ دگر نداری
مجلس چرا نہ سازی بادہ چرا نیاری

ہر دل کہ در ہوائے جمالش مجال یافت
عنقائے ہمتش دو جہان پائمال یافت

صوفی بیا کہ آئینہ صاف است جام را
تا بنگری صفائے مئے لعل فام را

رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست پرس
کاین رتبہ نیست صوفیِ عالی مقام را

شکر و سپاس و منت و عزت خدائے را
پروردگارِ خلق و خداوند کبریا

ہر صبح سر ز گلشنِ سودا بر آورم
وز صور آہ بر فلک آوا بر آورم

صفئے است حسن او را کہ بوہم در نیاید
رو شئے است عشقِ او را کہ بگفت در نیاید

صدرے کہ قدر کان شکند گوہرِ سخاش
بحرے کہ نزلِ جان فگند پیکرِ سخاش

ما فتنہ بر تو ایم تو فتنہ بر آئینہ
ما را نگاہ در تو ترا اندر آئینہ

قحط وفا ست در سینہ آخر الزمان
ہان اے حکیم پردۂ غفلت بساز ہان

چون آہ عاشقان صبح آتشین معنبر
سیماب آتشین زد در بادبانِ اخضر

کس گوہر مرا نخرد مفت زیرِ چرخ
اندر صدف چو قطرۂ نیسان نشستہ ام

۱۔ بحرِ مجتث سالم۔ مستفعلن۔ فاعلاتن مستفعلن۔ فاعلات۔ شعرائے عجم نے اِس بحر کو مثمن ہی استعمال کیا ہے۔

۲- بحرِ مجتث مثمن مخبون - مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن - فعلاتن

زدور نیست میسّر نظر بروئے تو مارا
چہ دولت است تعالی اللہ ازقد تو قبارا
اگر مطالعہ خواہد کسے بہشتِ برین را
بیا مطالعہ کن گو بہ نوبہار زمین را

	مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعلاتن
۱	زدو رنیس	ت میسّر	نظر برُو	ے تو مارا
۲	چہ دولتس	ت تعالل	لہ از قدِ	تو قبارا
۳	اگر مطا	لعہ خاہد	کسے بہش	تِ برین را
۴	بیا مطا	لعہ کُن گو	بنَو بہا	ر زمین را

۳- بحرِ مجتث مخبون مقصور - مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن - فعلات

یا فعلان - اِس میں آخر رُکن مقصور ہے - اور سب مخبون -

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست
پس اعتماد برین پنج روز فانی نیست
زبس کہ دردِ تو بر جانِ ناتوانِ من است
ہلاکِ من طلبد ہر کہ مہربانِ من است

	مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعلات یا فعلان
۱	خوش است عم	ر دریغا	کہ جاودا	نی نیست
۲	پس اعتما	د بریں پن	ج روز فا	نی نیست
۳	زلبسکہ در	دِ تو برجا	نِ ناتوا	نِ من است
۴	ہلاک من	طلبد ہر	کہ مہربا	نِ من است

۴- بحرِ مجتث مخبون مقصور مقطوع - مفاعلن فعلاتن - مفاعلن فعلاتن

یا فعلن - یہاں ضرب مقطوع ہے اور باقی مخبون و مقصور -

صبا بہ لطف بگو آن غزالِ رعنا را ... کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ یارا

بوقتِ صبح چمن شمع لالہ مے گیرد ... بران صفت کہ بود آب درمیانِ آتش

	مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعلات یا فعلن
۱	صبا بلط	ف بگو آن	غزالِ رع	نا را
۲	کہ سر بکو	ہ بیابان	تو دادہ	یا را
۳	بوقتِ صب	ح چمن شم	عِ لالہ مے	گیرد
۴	بران صفت	کہ بود آ	ب درمیان	آتش

۵ - بحرِ مجتث مخبون مشعث مقصور مقطوع - مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن - فعلان - مفاعلن - مفعولن - مفاعلن فعلن - اِس مین ضرب مقطوع ہے اور ابتدا مخبون اور حشو کا ایک جزو مشعث اور ایک مخبون ہے -

ہنوز لشکریان راز خونِ مردان شان ... سُمِ ستوران لعل است تیعنا اُحمر

بران سر یر سرِ بے سران بتاج رسید ... تو تاج بر نہی از سر فرو نہی عمداً

	مفاعلن	فعلاتن	مفاعلن	فعلان
۱	ہنوز لش	کریان را	زخونِ مردا	ن شان
۲	سُمِ ستو	ران لعلس (مفعولن)	شد تیعنا	احمر (فعلن)
۳	بران سری	ر سر بے	سران بتاج	رسید (فعلان)
۴	تو تاج بر	نہی از سر (فعلاتن)	فرو نہی	عمداً (فعلن)

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو۔ اور ان میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو۔

توآن گلی کہ مہِ آسمان جبینِ تو بر سد ملک زسدرہ فرود آید و زمین تو بوسد
ترا ز کوے اجل کے قرار خواہد شد قرارگاہِ تو دارالقرار خواہد شد
سخن گزاف چہ رانی ز خسروانِ کہن یکے زشوکتِ شاہ و جہان سراے سخن
بہار آمد و گلہاے بوستان بشگفت بخوشدلی و طرب رُوے بوستان بشگفت
عروسِ عافیت آنگہ قبول کرد مرا کہ عمرِ عیش بہا داد مش بہ شیر بہا
چرا چو لالۂ نشگفتہ سرفگندہ نۂ کہ آسمانِ ز سرافگند گیست یا بر جا
از عدلِ شاہ کہ زہ پنج نوبہ در آفاق چہار طبعِ مخالف شد ند جفت و طاق
ازان گہے کہ دلِ من بسوے یارِ من است زہے دراز کہ شبہاے انتظارِ من است
تو نورِ صبح و من شمعِ خلوتِ سحرم نہ نیستی کُن و جان بین کہ چون ہمی سپرم
برفت عقل و دل و دین ماند جان تنہا چو آن غریب کہ ماند ز کاروان تنہا
سرشک نیست کہ از چشمِ زار لرزد و ریزد دل من است کہ از درِ یار لرزد و ریزد

۱۔ بحرِ خفیف سالم۔ فاعلاتن۔ مستفعلن۔ فاعلاتن۔

چند گویم بامن مکُن بد نگارا تا ز عشقت پیدا نگردد نہانم

	فاعلاتن	مستفعلن	فاعلاتن
۱	چند گویم	بامن مکُن	بد نگارا
۲	تا ز عشقت	پیدا نگر	دد نہانم

شعرائے فارس نے اس بحر کو مسدس میں استعمال کیا ہے۔ اس بحر میں صدر اور ابتدا سالم ہوگا یا مخبون یا مسبغ۔ اور عروض و ضرب کبھی مقصور یا محذوف اور کبھی مشعث اور کبھی مقطوع اور کبھی مخبون۔

تنبیہ

۲۔ خفیف مسدّس مخبون۔ فاعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلاتن۔ یہاں۔ صدر اور ابتدا سالم ہے باقی مخبون۔

سبزہا نو دمیدہ یار نیامد   تازہ شد باغ وآن نگار نیامد

اے صبا بوسہ زن زمین درِ اورا   ورنہ رنجد لب چو شکر اورا

فعلاتن	مفاعلن	فاعلاتن	فعلاتن	مفاعلن	فاعلاتن
ر نیامد	غ وآن نگا	۲۔ تازہ شد با	ر نیامد	دمیدہ یا	۱۔ سبزہا نو
کر اورا	لب چو شک	۴۔ ورنہ رنجد	درِ اورا	سہ زن زمن	۳۔ اے صبا بو

۳۔ خفیف مسدّس مخبون مقطوع۔ فاعلاتن۔ مفاعلن۔ فعلن۔ اِس میں صدر و ابتدا سالم۔ حشو مخبون اور عروض و ضرب مقطوع ہے۔

داغ در سینہ اخگرے دارم   سینہ سوزان چو اخترے دارم

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی   مگر این پنج روز دریابی

فعلن	مفاعلن	فاعلات	فعلن	مفاعلن	فاعلات
دارم	چو اخترے	۲۔ سینہ سوزان	دارم	نہ اخگرے	۱۔ داغ درسی
یابی	ج روز در	۴۔ مگر این پن	خوابی	ہ رفت و در	۳۔ اے کہ پنجا

۴۔ بحر خفیف مسدّس مخبون مشعث۔ فاعلاتن۔ مفاعلن۔ مفعولن۔ یہاں صدر و ابتدا سالم ہے اور حشو مخبون اور عروض و ضرب مشعّث

وقت گل شد ہوائے گلشن دارم   ذوقِ جام مدامِ روشن دارم

مفعولن	مفاعلن	فاعلاتن
شن دارم	ہوائے گل	۱ وقت گل شد
شن دارم	مدام رو	۲ ذوقِ جام

۵- بحر خفیف مخبون مسبوع - فاعلاتن - مفاعلن - فعلان ۵

تا بہ گلشن ترا گزر افتاد ۔ سرو از پاے خود بسر افتاد
چون کنم چون بہ گلستان امید ۔ دیدہ ام را نصیبہ خار فتار

فاعلاتن	مفاعلن	فعلان	فاعلاتن	مفاعلن	فعلان
تا بہ گلشن	ترا گزر	افتاد	سرو از پا	ے خود بسر	افتاد
چون کنم چون	بہ گلستان	امید	دیدہ ام را	نصیبہ خا	رفتار

تنبیہ: ان اوزان میں صدر و ابتدا کا ایک حکم ہے خواہ فاعلاتن سالم ہو یا فعلاتن مخبون شعر کی موزونیت نہیں جائیگی۔

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو- اور اِن میں جو زحافات ہیں اُنکو ظاہر کرو-

گر نہ داری کلامِ دستوری ۔ کہ برد نامت از سرِ دُوری
یا تو کے دردِ ما توان گفتن ۔ دین سخن را کجا توان گفتن
الصّبوح الصّبوح کامدکار ۔ النّثار النّثار کامدکار
چیست برکار دبار ما بہ صبوح ۔ ے کشند لعبتانِ دیدہ نثار
صبح چون زلفِ شب بر انداز د ۔ مُرغ صبح از طرب بر اندازد
راحت از راہِ دل چنان برخاست ۔ کہ دل اکنون ز بندِ جان برخاست
ہر شب از شوق جامہ پارہ کنم ۔ عاشقم عاشقم چہ چارہ کنم
پیشِ تو جان نے توانم کرد ۔ وز تو خود را جدا نے توانم کرد

۱- بحر مقتضب سالم - مفعولات - مستفعلن - مفعولات - مستفعلن -

می سوزم زداغ جگر مے نالم زدرد والم ۔ بے خوابم زشب تا سحر خون گریم زاندوہ غم

	مفعولات	مستفعلن	مفعولات	مستفعلن
۱	مے سوزم ز	داغ جگر	مے نالم ز	درد والم
۲	بے خوابم ز	شب تا سحر	خون گریم ز	اندوہ وغم

۲۔ بحر مقتضب مثمن مطوی۔ فاعلات مفتعلن۔ فاعلات مفتعلن۔

یا لبست چہ می طلبم بادہ نزد جان چہ بود
بارخت چہ می نگرم بندہ پیش خان چہ بود
بگذرا اے نسیم صبا صبح دم بہ طرف چمن
نکہتے بیار ازان گلعذار غنچہ دہن

	فاعلات	مفتعلن	فاعلات	مفتعلن
۱	بالبست چہ	مے طلبم	بادہ نزد	جان چہ بود
۲	بارخت چہ	مے نگرم	بندہ پیش	خان چہ بود
۳	بگذرا اے نَ	سیم صبا	صبح دم بہ	طرف چمن
۴	نکہتے ب	یار ازان	گل عذار	غنچہ دہن

۳۔ بحر مقتضب مطوی مقطوع۔ فاعلات مفعولن۔ فاعلات مفعولن۔

وقت را غنیمت دان آن قدر کہ بتوانی
حاصل از حیات اے جان یکدم است تا دانی
گرچہ در شب وصلش جملہ جانفشانیہاست
بوسۂ لب لعلش آب زندگانیہاست

تنبیہ۔ اس وزن میں عروض وضرب مفعولن اور مفعولات دونوں درست ہیں۔

	فاعلات	مفعولن	فاعلات	مفعولن
۱	وقت راغ	نیمت دان	آن قدر کہ	بتوانی
۲	حاصل از ح	یات اے جان	یکدم ست	تا دانی
۳	گرچہ در شَ	ب وصلش	جملہ جان ف	شانی ہاست (مفعولات)

۴	بوسۂ لَ	بِ لعلش آ	ب زند	گانی ہاست

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو- اور ان میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو-

پیچ و تاب زلفِ بتان بے قرار کرد مرا — سنبل ریاضِ جنان بے قرار کرد مرا

تا بدید طرفِ چمن حسنِ رُوے یاسمنش — از حیا عارضِ او شد ز لالہ پاسِ تنش

کام بخشی دوران عمر در عوض دارد — جہد کن کہ از عشرت جامِ خویش بستانی

۱- بحرِ متقارب مثمن سالم- فعولن- فعولن- فعولن- فعولن- شعراے عجم نے اس بحر کو بہت استعمال کیا ہے- سالم بھی اور مزاحف بھی لیکن سواے مثمن کے مسدس استعمال نہیں کیا ہے-

زِ شرمِ رُخت لالہ را داغ بر دل — زِ رشکِ قدت سرو را پاے در گل

زمین گردد از نعلِ اسپان مغربل — ہوا گردد از گردِ میدان معنبر

فعولن	فعولن	فعولن	فعولن
۱ زِ شرمِ	رُخت لا	لہ را دا	غ بر دل
۲ زِ رشک	قدت سر	و را پا	ے در گل
۳ زمین گر	دد از نع	لِ اسپان	مغربل
۴ ہوا گر	دد از گر	دِ میدان	معنبر

۲- بحرِ متقارب مثمن مقصور- فعولن- فعولن- فعولن- فعول- (فعل) رُکنِ آخر مقصور- باقی سالم-

بنامِ جہان دارِ جان آفرین — حکیمِ سخن بر زبان آفرین

خدایا بجائے خداوندیت		که بخشی مقامِ رضامندیت	
	فعولن	فعولن	فعولن	فعول
۱	بنامِ	جهان دا	رِ جان آ	فرین
۲	حکیمِ	سخن بر	زبان آ	فرین
۳	خدایا	بجاهِ	خداون	دِیت (فعول)
۴	که بخشی	مقامِ	رضامن	دیت (فعل)

۳- بحرِ متقارب مثمن محذوف - فعولن فعولن - فعولن - فعل - رُکن آخر محذوف باقی سالم -

عروسے است مے شادیِ آئینِ اُو — که باید خرد داد کابینِ اُو

کریما بخشائے بر حالِ ما — که هستم اسیرِ کمندِ هوا

تنبیہ - ایک شعر میں اجتماع قصر و حذف درست ہے -

فعولن	فعولن	فعولن	فعل
عروسے (اِس گرِیگا)	ت مے شا	دِ - آئِ (ی گرجائیگی)	نِ اُو
که باید	خرد دا	د - کابی	نِ اُو
کریما	بہ بخشا	ے بر حا	لِ ما
که هستم	اسیرِ	کمندِ	هوا

۴- بحرِ متقارب مثمن اثلم - فعلن - فعولن - فعلن - فعولن - ایک رُکن اثلم ایک سالم بترتیب -

من رند و عاشق وانگاه توبه — استغفر الله استغفر الله

نتوان گذشتن آسان ازان کو گِل تا بہ گردن گِل تا بہ زانو				
	فعلن	فعولن	فعلن	فعولن
۱	من بِرن	دو عاشق	وانگا	ہ تو بہ
۲	استغ	فراللہ	استغ	فراللہ
۳	نتوان	گزشتن	آسان	ازان کو
۴	گِل تا	بگردن	گِل تا	بزانو

۵۔ بحرِ متقارب مثمن مقبوض اثلم۔ فعول۔ فعلن۔ فعول۔ فعلن۔ ایک مقبوض ایک اثلم بترتیب۔

گرم بخوانی وَرَم بِرانی دلِ حزین را بجائے جانی ۔
زدردِ ہجرت چہ چارہ سازم چو شمع دُور از تو مے گدازم

	فعول	فعلن	فعول	فعلن
۱	گرم بِ	خوانی	وَرم بِ	رانی
۲	دلِ ح	زین را	بجائے	جانی
۳	زدردِ	ہجرت	چہ چارہ	سازم
۴	چو شمع	دُور ز	تو مے گُ	دازم

۶۔ متقارب مسدس سالم۔ فعولن۔ فعولن۔ فعولن۔

زدردِ جدائی چنانم کہ از زندگانی بجانم

	فعولن	فعولن	فعولن
۱	زدردِ	جُدائی	چنانم

۲	کہ از زِن	دگانی	بجانم	

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو۔ اور اِن میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو۔

بدل در خواصِ وفامے گریزم — بجانِ زین خراسِ فنامے گریزم
درین دام گاہ ارچہ ہمدم ندارم — بحمد اللہ از ہیچ غم غم ندارم
درین منزلِ اہلِ دغائے نیابی — مجو اہل کامروز جائے نیابی
ز شاہد پرستی نشانے ندارد — مگر زاہدِ شہر جانے ندارد
چکا کاکِ گرز و شپا شاب زِہ — یکے گفت گیر و دگر گفت زہ
نکرد گاہے نگاہ یارم — ز چشمِ رحمت بحالِ زارم
سوختہ جانم ز آتشِ دُوری — بے تو ندانم چیست صبُوری
درین فصلِ گُل ہرچہ داری بمے دِہ — مبادا کہ دیگر بہارے نیاید
جگر تشنۂ و غرقِ آب آمدہ — زبان بستۂ و در خطاب آمدہ

۱۔ بحر متدارک مثمن سالم۔ فاعلن۔ فاعلن۔ فاعلن۔ فاعلن۔

حسن و لطفِ ترا بندہ شد مہر و ماہ — خطّ و خالِ ترا مشکِ چین خاکِ راہ۔
اے سمن بستہ از تیرہ شب بر قمر — طوطیِ خطّت افگندہ پر بر شکر

	فاعلن	فاعلن	فاعلن	فاعلن
۱	حسن و لُط	فِ ترا	بندہ شد	مہر و ماہ (ہ گر جائیگی)
۲	خطّ و خا	لِ ترا	مشک چین	خاکِ راہ "
۳	اے سمن	بستہ از	تیرہ شب	بر قمر
۴	طوطیے	خطّت اف	گندہ پر	بر شکر

۲- بحرِ مُتدارک مثمن مخبون - فَعِلن فَعِلن فَعِلن فَعِلن - اسکے تمام اجزا مقطوع ہیں۔

چو رُخت نبُوَد گلِ باغِ ارم چو قدت نبُوَد قدِ سروِ چمن
صنما بنما رُخ و جان ببرا کہ ترا بُوَد این بہ ازان کہ مرا

	فعلن	فعلن	فعلن	فعلن
۱	چو رُخت	نہ بُوَد	گل با	غِ ارم
۲	چو قدت	نہ بُوَد	قدِ سر	وِ چمن
۳	صنما	بنما	رُخ و جان	ببرا
۴	کہ ترا	بُوَد این	بہ ازان	کہ مرا

۳- مُتدارک مثمن مقطوع - فعْلن فعْلن فعْلن فعْلن - اس کے تمام اجزا مقطوع ہیں لیکن اسمیں یہ بھی جائز ہے کہ بعضے اجزا مخبون آئیں - اور بعضے مقطوع -

تا کے مارا در غم داری تا کے آری بر من خواری
ہر دم پیشت دارم زاری کز غم تا کے زارم داری

	فعلن	فعلن	فعلن	فعلن
۱	تا کے	مارا	در غم	داری
۲	تا کے	آری	بر من	خاری (واو گر جائیگا)
۳	ہر دم	پیشت	دارم	زاری
۴	کز غم	تا کے	زارم	داری

مشق

اشعارِ ذیل کی تقطیع کرو اور اُن میں جو زحافات ہیں اُن کو ظاہر کرو۔

آن صنم کز غمش جان و دل گشت خون — نے عجب گر چکید اشکِ من لالہ گون

اگر او دہدم بجواب امان — سخنے کر تپید کشمش بہ زبان

زینت دارد بجنت در دم — زینت آرد بجشت در دم

یہ تین بحریں خاص اہل فارس کی ہیں

۱- بحر جدید مسدس سالم- فاعلاتن- فاعلاتن- مستفعلن- دو بار-

ہر شبم گوئی کہ فردایت خوش کنم — چند فردا رفت شاید باز فردا کنی

	فاعلاتن	فاعلاتن	مستفعلن
۱	ہر شبم گو	ئی کہ فردا	یت خوش کنم
۲	چند فردا	رفت شاید	باز فردا کنی

۲- بحر جدید مسدس مخبون- فعلاتن- فعلاتن- مفاعلن-

چو قدت گرچہ صنوبر کشد سرے — بنود چون قد سروت صنوبرے

صنما روئے تو دیدم ز خود شدم — گلے از باغ تو چیدم ز خود شدم

	فعلاتن	فعلاتن	مفاعلن
۱	چو قدت گر	چہ صنوبر	کشد سرے
۲	بنود چون	قد سروت	صنوبرے
۳	صنما رو	ئے تو دیدم	ز خود شدم
۴	گلے از با	غ تو چیدم	ز خود شدم

۱-بحر قریب مسدس سالم-مفاعیلن-مفاعیلن-فاعلاتن- دوبار-

سرم از عرش بالاتر بگزرانی   اگر گوئی کہ ہستی از بندگانم

	مفاعیلن	مفاعیلن	فاعلاتن
۱	سرم از ع	رش بالاتر	بگزرانی
	اگر گوئی	کہ ہستی از	بندگانم

یہ بحر اکثر سالم نہیں آتی - اِس بحر کا موجد مولانا یوسف عروضی نیشاپوری ہے۔

۲-بحرِ قریب مسدس مکفوف - مفاعیلُ-مفاعیلُ- فاعلاتن-

خداوندِ جہان بخش شاہِ عادل   شہنشاہِ جوان بخت رایِ کامل

	مفاعیل	مفاعیل	فاعلاتن
۱	خداوند	جہان بخش	شاہ عادل
۲	شہنشاہِ	جوان بخت	رایِ کامل

۳-بحر قریب مسدس اخرب مکفوف-مفعول-مفاعیل-فاعلاتن

تا طبع رہی برقرار باشد   مدّاحِ درِ شہریار باشد

پیراہنم از خونِ داب دیدہ   چون توز کمان ست وسن کمانم

	مفعول	مفاعیل	فاعلاتن
۱	تا طبع	رہی برق	رار باشد
۲	مدّاح	درے شہر	یار باشد
۳	پیراہ	نم از خون و	آبِ دیدہ
۴	ہ چون توزِ	کمانست و	من کمانم

۴- بحر قریب اخرب حشو اہتم- مفعول- فعول- فاعلاتن-

سرفوج چو شد اسیر مے گفت   از علم لغت ہرانچہ بُد باد

	مفعول	فعول	فاعلیان
	سرفوج	چو شد	اسیر مے گفت
۲	از علم	لغت	ہرانچہ بُد باد

ا- بحر مشاکل مسدس سالم- فاعلاتن- مفاعیلن- مفاعیلن- یہ بحر سالم نہیں آتی- اور اکثر مسدس آتی ہے-

گرد مارا پری زودے جنون مشرب   چون نباشم بیابان گرد روز و شب

	فاعلاتن	مفاعیلن	مفاعیلن
۱	گرد مارا	پری زودے	جنون مشرب
۲	چون نباشم	بیابان گر	روز و شب

۲- بحر مشاکل مسدس مکفوف مقصور- فاعلات- مفاعیل مفاعیل-

ما زغم شده در شب دیجور   زان سبب کہ نشد درد محب دور

	فاعلات	مفاعیل	مفاعیل
۱	ما زغم ش	دہ در ش	ب دیجور
۲	زان سبب	کہ نشد درد	محب دور

مشق

ان شعروں کی تقطیع کر کے اُن کے اوزان مع زحافات بیان کرو-

اجل را از گلِ من گل بر آورد — گلِ من بازہ ہوا یت بر آورد
تا گوے زمین را بستر ار باشد — تا ملکِ جہان را مدار باشد
بسوداے ہر زلفِ مشک بار — پریشانم و ہم تیرہ روزگار

اِن بحروں کے علاوہ فارسی میں ۵ بحریں اور ہیں جو اہلِ عرب کے لیے مخصوص ہیں۔ مگر اہلِ فارس نے بھی اُن میں اشعار کہے ہیں لیکن بہت ہی کم۔ بحرِ طویل۔ بحرِ مدید۔ بحرِ بسیط بحرِ وافر۔ بحرِ کامل۔ اُن کا بیان اِس مختصر رسالہ میں چھوڑ دیا گیا ہے بڑی کتابوں میں دیکھنا چاہیے۔

اوزانِ رباعی

رباعی کے وزن کو شعراے عجم نے بحرِ ہزج سے نکالا ہے۔ سواے اِس بحر کے اور کوئی بحر رباعی میں کام نہیں آتی۔ اِس میں صرف ۹ زحاف کام آتے ہیں خرم (فعولن۔ خرب (مفعول)۔ قبض (مفاعلن)۔ کف (مفاعیل) ہتم (فعول)، جبّ (فعل)، شتر (فاعلن)، تبر (فع) زلل (فاع)۔ انھیں سے ۲۴ وزن پیدا ہوتے ہیں۔ اِن میں سے ۱۲ میں صدر اور ابتدا کو اخرب لاتے ہیں۔ اور اِس صورت میں رُکن دوم مفاعیلن یا مفاعلن۔ یا مفاعیل آتا ہے۔ اور رُکن سوم مفاعیلن۔ یا مفاعیل یا مفعول یا فعول آتا ہے۔ اور ۱۲ میں صدر اور ابتدا کو اخرم لاتے ہیں۔ اِس صورت میں رُکنِ دوم مفعولن یا فعول یا فاعلن آتا ہے۔ اور رُکن سوم مفعولن یا مفعول یا مفاعیلن یا مفاعیل آتا ہے۔ اور رُکن چہارم عروض و ضرب

دونوں صورت میں فعول یا فعل یا فاع یا فع آتا ہے۔

اوزانِ اخرب	اوزان اخرم
۱ مفعول مفاعیلن فعول فعول	۱ مفعولن مفعولن مفعولن فاع
۲ مفعول مفاعیلن مفعول فعل	۲ مفعولن مفعولن مفعولن فع
۳ مفعول مفاعیلن مفعول فاع	۳ مفعولن مفعولن مفعولن فعول
۴ مفعول مفاعلن مفاعیل فع	۴ مفعولن مفعولن مفعولن فعل
۵ مفعول مفاعلن مفاعیل فعول	۵ مفعولن مفعول مفاعیل فاع
۶ مفعول مفاعلن مفاعیل فعل	۶ مفعولن مفعول مفاعیل فع
۷ مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع	۷ مفعولن مفعول مفاعیل فعول
۸ مفعول مفاعلن مفاعیل فع	۸ مفعولن مفعول مفاعیل فعل
۹ مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع	۹ مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
۱۰ مفعول مفاعیل مفاعیلن فع	۱۰ مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
۱۱ مفعول مفاعیل مفاعیل فعول	۱۱ مفعولن فاعلن مفاعیل فعول
۱۲ مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	۱۲ مفعولن فاعلن مفاعیل فعل

اِن اوزان میں سے کوئی چار وزن ایک رباعی میں جمع کرنا بھی جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ اخرم کے اوزان کو اخرب کے ساتھ جمع نہ کریں۔

مشق

اِن رُباعیوں کی تقطیع کر کے اوزان بتاؤ؟

۱

مے خواہم تا بریزم اے طرفہ نگار
ہر ساعت در پائے تو جان بہر نثار

مے بارم لعل لب تو اے دیدہ گہر
گر باشد مرا ہر لحظہ پیشِ تو بار

۲

در گلشنِ اشک مے گشتم دوش
از گل آمد بوئے تو رنجم از ہوش

چون گفتم با گل از جمالت سخنے
مرغان کردند سوئے من یک یک گوش

۳

گاہے دارد زلفت درہم ما را
گاہے بخشد لعلِ تو مرہم ما را

من دانستم چون رست خط گردِ رخت
کآخر سوزد رخ تو از غم ما را

۴

چون قدِ تو بجز اندامِ سیم اندام
صد دل شدہ خاک شود در ہر گام

از جعد تو گر آرد یک شمہ شمال
از عاشقِ شوریدہ رباید آرام

۵

بر خاکِ درت ہر دم رخ مے سایم
زان روشنی بصر مے افزایم

باشد کہ زر درآئی از گوہرِ اشک
محنت گدۂ خویش ہمے آرایم

۶

بیمارِ توام جانانِ حالم بنگر
چون بہر تو جان دہم بحالم بگذر

خواہی شوی آگاہ زحالِ دلِ ریش
بین چہرۂ من غرق بخوناب جگر

اوزانِ مثنوی

مثنوی کے حسبِ ذیل اوزان ہیں۔

۱۔ متقارب مثمن مقصور۔ فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل۔ جیسے بوستان شاہنامہ۔ سکندر نامہ۔

چو خورشید رخشان بگستر دپر | سیہ زاغ پران فرو برد سر
یکے روز کز صبح روز نقاب | بہ نظارگان رخ نمود آفتاب

فعولن فعولن فعولن فعل | فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل
چو خورشی د رخشان بگستر د پر | سیہ زا غ پران فرو بر د سر
یکے رو ز کز صب ح روز نقاب | بنظا رگان رخ نمود آ فتاب

۲۔ بحر رمل مسدس مقصور۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلات جیسے مثنوی مولنائے روم۔ منطق الطیر عطار۔ نان و حلوا۔

گفت زاہد از بہشتم دہ خبر | گفتمش زنہار نامم دہ مبر
بشنو از نے چون حکایت می کند | وز جدائیہا شکایت می کند
گردے از آشوب گردش ہائے دہر | گرد از صحرا و کوہ آہنگ شہر

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلات | فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلات
گفت زاہد از بہشتم دہ خبر | گفتمش زن ہار نامم دہ مبر
بشنو از نے چون حکایت می کند | از جدائی ہا شکایت می کند
گردے از آ شوب گردش ہائے دہر | گرد از صح را و کوہ آ ہنگ شہر

۳۔ بحر رمل مثمن مخبون مقصور۔ فاعلاتن فعلاتن فاعلاتن فعلان

جیسے مثنوی گل کشتی۔

۴۔ بحر متدارک مثمن مخبون فعلن فعلن فعلن فعلن جیسے مثنوی شیر و برنج۔

۵۔ بحر خفیف مسدس مخبون مقصور۔ فاعلاتن مفاعلن فعلان یا فعلن

جیسے نامِ حق۔ نامقیمان۔ ہفت پیکرِ نظامی۔ ہشت بہشتِ امیر خسرو۔

حدیقۂ حکیم سنائی۔

گفت وقتے بہ روزگارِ نخست　　در سراندیپ پایۂ تختش

فاعلاتن مفاعلن فعلان　　فاعلاتن مفاعلن فعلان

گفت وقتے بہ روزگارِ نخست　　در سراندی پ پایۂ تختش

۶۔ بحر ہزج مسدس مقصور۔ مفعول۔ مفاعلن۔ فعولن (مفاعیل)

جیسے یوسف زلیخا۔ مثنوی لیلی مجنون نظامی۔ زاد المسافرین میر حسین واعظ

تحفۃ العراقین خاقانی۔ نلدمن فیضی۔

اے چاردہ سالہ قرۃ العین　　بالغ نظرِ علومِ کونین

مفعول مفاعلن مفاعیل　　مفعول مفاعلن مفاعیل

اے چار دہ سالہ قر رۃ العین　　بالغ ن ظرِ علو م کونین

۷۔ بحرِ سریع مسدس مخبون مقصور۔ مفتعلن۔ مفتعلن۔ فاعلن یا فاعلان

جیسے مخزن اسرارِ نظامی۔ مطلع الانوار خسرو۔ قران السعدین۔

اینچہ نگار دز پئے این رقم　　بر سر ہر نامہ دبیر قلم

حمدِ خدائے است کہ از کافِ کن بر ورقِ باد نویسد سخن۔
مفتعلن مفتعلن فاعلن یا فاعلان مفتعلن مفتعلن فاعلن یا فاعلان
اچہ نگا ر دزِ پئے این رقم بر سرِ ہر نامہ دبی رِ قلم
حمد خدا ئیست کہ از کاف کن بر ورقِ باد نوی سد سخن

مشق

اِن اشعار کی تقطیع کرو۔ اور اِن کے زحافات بتلاؤ۔

پندِ نخست آن کہ محال سخن ہر کہ بگوید بہ تو باور مکن
پندِ دوم آن کہ زعشم در گزر مال کہ از دست شدت غم مخور
پندِ سوم آن کہ مریز آبروے وزپئے چیزے کہ نیابی میوے
مائیم نظارگانِ غمناک زین حقۂ سبز و مہرۂ خاک
کین حقہ مہرہ تا بجا یند سر کیسۂ عمرے کشایند
دریا دل و آفتاب رائیم فرقِ فلک است زیر پایم
دو بندۂ من کہ حرص دا زند بر تو ہمہ عمر سر فرازاند
داشت در دہ مقام بیوہ زنے تازہ رُوئے و نازنین بدنے
بُود در کنجِ خانہ مالامال یک دو خُم روغنش چو آبِ زلال

علمِ قافیہ

علم قافیہ۔ وہ علم ہے جس میں اشعار کے آخر کے الفاظ کے حرکات و حروف کے بابت بحث کی جاتی ہے۔

قافیہ (پیچھے چلنے والا) مختلف الفاظ کے وہ معین حرکات اور حروف[1] جو ایک بیت یا کئی شعروں کے مصرعوں کے آخر میں مکرر ہوں۔ جیسے بیدل اور حاصل مختلف الفاظ ہیں۔ اگر مصرعوں کے آخر میں آئیں تو لام اور اسکے ما قبل کا کسرہ مکرر ہوگا۔ اور اسکو قافیہ کہیں گے۔ قافیہ کی رعایت واجب ہے کیونکہ اس سے شعر کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ قافیہ کے لیے ضرور ہے کہ وہ لفظ اور معنی میں مستقل نہو۔ جب لفظ کے دو معنی ہوتے ہیں اسکا ایک شعر میں قافیہ لانا فارس والے مستحسن بلکہ قبیل صنایع سے خیال کرتے ہیں۔ جیسے لفظ خشت اس شعر میں ؎

غلام آبکش باید و خشت زن ۔۔۔ بود بیخۂ نازنین خشت زن

پہلے خشت کے معنی چھوٹے نیزے کے اور دوسرے کے معنی اینٹ کے۔

[1] یہ حروف قصیدے اور غزل کے مطلع اور مثنوی کے ہر ایک مصرع کے آخر میں آتے ہیں۔ قطعہ اور قصیدے اور غزل کے باقی اشعار میں صرف دوسرے مصرعا کے آخر میں آتے ہیں

ردیف - ایک یا کئی کلمے جو مستقل طور پر تمام اشعار کے آخر میں بعینہ مکرر رہوں - جیسے عرفی کا یہ شعر ہے ؎

اے متاعِ درد در بازارِ جان انداختہ　　　گوہرِ ہر سود در جیبِ زیان انداختہ

اس میں جان زیان قافیہ ہے - اور انداختہ ردیف -

حروفِ قافیہ

قافیہ کے نو حروف[1] ہیں - ان میں سے ایک اصل ہے - جو ہر ایک قافیہ میں ہوتا ہے - باقی تابع - ان سب کو ان اشعار میں جمع کر دیا ہے -

قافیہ در اصل یک حرفست و ہشت آں را تبع　　　چار پیش و چار پس این نقطہ آنہا دائرہ
حرفِ تاسیس و دخیل و قید و ردف آنگہ روی　　　بعد ازاں وصل و خروج است و مزید و نائرہ

ا - روی[2] - وہ آخری حرف ہے جو ہر ایک قافیہ میں مکرر آئے - جیسے ل اور س ان اشعار میں -

---

[1] قافیہ میں حروف ملفوظی کا اعتبار ہوتا ہے - خواہ وہ لکھے جائیں یا نہ لکھے جائیں - جیسے وہ الف یا واو یا ی جو زبر زیر پیش کے اشباع سے پیدا ہوتا ہے - اسکا اعتبار ہوگا - آغاز - طاؤس وغیرہ - یا جیسے حروف مشدد ایک لکھے جاتے ہیں اور دو پڑھے جاتے ہیں اس لیے وہ دو سمجھے جائیں گے - حروف مکتوبی کا نہیں ہوتا - مثلاً الف وصل جسکی حرکت ما قبل حرف کو دی جائے - واؤ اشمام ضمہ (معدولہ) واؤ بیان ضمہ - واو عطف - اور ہائے مختفی -

[2] روی سے پہلے چار حرف عموماً کلمے کے اصلی حرف ہوتے ہیں - اور جو روی کے پیچھے آتے ہیں وہ زائد ہوتے ہیں -

در ازلی نقش تو بر تختۂ غم دیدۂ دل
دیدہ و پائے منِ بیچارہ فرو رفت بہ گِل

نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیان را خطا بخش و بس

تنبیہ - روی اصل قافیہ ہے - اگر روی نہ ہو تو قافیہ نہ سمجھا جائیگا -

روی - یا اصلی ہوگی جیسے ن اس شعر میں ؎

ہزار دستان ساز دستارہ اہمن
بدستیاریِ این دیر پائے اہرمن

یا غیر اصلی یعنی کوئی حرف قایم مقام حرفِ روی کا ہوگا جیسے دانا اور بینا کا الف فاعلی اِن شعروں میں ؎

کسے چہ داند کین گوزپشتِ مینارنگ
چگونہ مولعِ آزارِ مردم داناست

نہ ہیچ عقل بر اشکال و دورِ او واقف
نہ ہیچ دیدہ بر اسرارِ حکمِ او بیناست

وہ چار حرف جو رَوی سے پہلے آتے ہیں

تاسیس و دخیل و ردفِ اصلی
ردفِ دگر است زاید و قید

۱- تاسیس - وہ الف جو روی سے پہلے آئے - اور اُسکے اور روی کے درمیان میں ایک متحرک حرف واسطہ ہو - جیسے حاصل اور کامل جاہل اور قابل کا الف -

تنبیہ - شعرائے عجم تاسیس کی رعایت ضروری نہیں سمجھے - بلکہ بہتر جانتے ہیں شامل کا مشکل کے ساتھ اور عاشق کا مشفق کے ساتھ بھی قافیہ کرتے ہیں -

۲- دخیل - وہ حرف متحرک جو تاسیس اور روی کے درمیان واقع ہو -

یہ قافیہ کا پانچواں حرف ہوتا ہے۔ اسکا قافیہ میں موافق ہونا ضروری نہیں
اگر فارسی ابیات میں اس کی رعایت کو ضروری سمجھیں تو بہت
مستحسن ہے اور شعر میں عذوبت پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے بیدل حاصل
جاہل۔ کاہل کا قافیہ درست ہے۔ مرزا صائب۔

غیر حق را می دہی رہ در حریم دل چرا | می کشی بر صفحۂ ہستی خطِ باطل چرا

۳۔ ردف۔ الف اور واؤ اور یائے ساکن (جسکو مدہ کہتے ہیں) جو
حرفِ روی سے پہلے آئیں۔ جیسے ایمان کا الف۔ فضول کا واؤ تناذیل
کی ی۔ یا جیسے انوری۔ ظہیر اور ہلالی کے یہ اشعار پہلے میں الف۔ دوسرے
میں واؤ۔ تیسرے میں ی ہے۔

این کہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب | خویشتن را در چنین نعمت پس از چندین عذاب
سپیدہ دم چو شدم محرم سراے سرور | شنیدم آیتِ توبوا الی اللّٰہ از لبِ حور
سرنے تابم ز شمشیر حبیب | ہر چہ آید بر سر من یا حبیب

تنبیہ۔ واؤ اور یائے معروف و مجہول کا قافیہ میں جمع کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ حکیم
سنائی کے یہ اشعار۔ باوجودش ازل پذیر آمد۔ یکہ آمد ولیک دیر آمد
پیکر آب و گل زد و نقش غور۔ بست چشم و دل از کنش دور۔ مگر جمع نہ کرنا بہتر ہے۔

ردف کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی۔ زائد۔

۱۔ ردفِ اصلی۔ جو بلا واسطہ کسی حرفِ متحرک کے روی سے پہلے

واقع ہو۔ جیسے۔ کار۔ بار۔ گور۔ شور۔ پیش۔ بیش۔ ؎

شوکتش گرو در آمدے بمکان　　شق شدے چنبرِ زمین و زمان

مکاں اور زماں میں ن رَوی۔ اور الف رِدفِ اصلی ہے۔

ب۔ ردف زائد۔ روی اور حروفِ مدہ میں کوئی حرف ساکن فاصل ہو تو وہ ساکن رِدفِ زائد ہے۔ اور حرفِ مدہ رِدفِ اصلی۔ ؎

در سخن بر کشید مغز از پوست　　لفظ و معنی غریب دارد دوست

دوست اور پوست میں ت حرف رَوی ہے اور س رِدف زاید۔ اور واو اصلی

فائدہ ۱۔ ردف زاید ہو یا اصلی قافیہ میں مکرر لانا چاہیے۔ جیسے دوست کا قافیہ پوست درست ہے۔ مگر راست یا گوفت درست نہیں۔ اس لیے کہ اول میں رِدف اصلی مختلف ہے۔ اور دوم میں ردفِ زاید مختلف ہے۔

فائدہ ۲۔ رِدف کے چھ حروف ہیں۔ جن کو کسی نے اِس شعر میں جمع کردیا ہے ؎

رِدف زاید شش بُود اے ذو فنون　　خا و را و سین و شین و فا و نون

جیسے ساخت۔ سوخت۔ ریخت۔ کارد۔ کاست۔ پوست۔ زلیست۔ داشت۔ گوشت بافت۔ کوفت۔ فریفت۔ ماند۔ دانگ۔

۳۔ قید۔ ردف کے علاوہ کوئی اور ساکن حرف جو روی کے پہلے بلا فاصلہ آئے۔ جیسے درد۔ سرد۔ کی رے۔ چنگ اور آہنگ کا نون۔ ؎

چو زہرہ وقتِ صبوح از اُفق بساز و چنگ　　زمانہ نیز کند نالۂ مرا آہنگ

یہ ساکن حرف یا حرفِ صحیح ہوگا یا علت جسکے ماقبل کی حرکت اُسکے مطابق نہو جیسے غور۔ طور۔ سیر۔ خیر۔ صبر۔ ابر۔ میں واو۔ ی۔ ب۔ حرفِ قید ہیں۔

فائدہ۔ فارسی میں حروفِ قید دس ہیں۔ جیسا کہ کسی نے اِن دو شعروں میں جمع کیا ہے

گر حروفِ قید را گیرند یاد ۔۔۔ نیست در لفظِ عجم از ده زیاد

باد فا و را و زا و سین و شین ۔۔۔ عین و فا و نون و ہا باشد یقین

جیسے ابر۔ صبر۔ تخت۔ بخت۔ مرد۔ درد۔ بزم۔ رزم۔ مست۔ دست۔ گشت۔ دشت مغز۔ نغز۔ سُفت۔ گفت۔ پند۔ بند۔ چہر۔ مہر۔

اگر عربی لفظ قافیہ کی بنیاد ہو تو قید کی رعایت تمام حروف میں لازم ہے۔ جیسے۔ وعد۔ رعد۔ بکر۔ فکر۔

تنبیہ۔ قید کا اختلاف متاخرین کے نزدیک قطعاً ناجائز ہے۔ مگر متقدمین کے نزدیک مثنوی میں جائز ہے۔ غزل اور قصیدہ وغیرہ میں ناجائز جیسے فردوسی اور سعدی کے اشعار ہیں

چہ گفت آن خداوند تنزیل و وحی ۔۔۔ خداوند امر و خداوند نہی

چہ مصر و چہ شام و چہ بر و چہ بحر ۔۔۔ ہمہ روستایند و شیراز شہر

وہ چار حرف جو روی کے بعد آتے ہیں

آن چار حرف بعدِ روی گر کنی شمار ۔۔۔ وصل است و ہم خروج و مزید است و نائرہ

۱۔ وصل۔ وہ غیر مستقل حرف جو روی کے بعد آتا ہے۔ جیسے یائے نسبت یائے مصدری۔ علامتِ اضافت یا جمع۔ الفِ ندا و دعا و فاعل و مفعول روابط۔ ضمائر۔ جیسے خداوندا۔ پروردگارا۔ دردا۔ گویا۔ نالہ۔ دیدن وغیرہ سے

اے خالقِ ہر بلند و پستی ۔۔۔ شش چیز عطا بکن ز ہستی

من بوئے تو ہو خواہ نسیم سحرم ۔۔۔ کو زبوئے تو خبر دارد و من بیخبرم

لالۂ غافلی تو اے ہندہ ۔۔۔ دل سیہ عمر کوتہ و بندہ

اوّل شعر میں تے - دوم میں تم - سوم میں ہ حرفِ وصل ہے -

۲- خروج - وہ غیر مستقل حرف جو وصل کے بعد آئے - جیسے تم اور تی - اور تت - بردیم - خوردیم - یا چیدمے - دیدمے - دیدمت شنیدمت میں یا - ہا - علامتِ جمع شعر اوّل میں - اور میم شعرِ دوم میں - ؏

درشنایت زار جمندیہا   مے کنند کوتہی بلندیہا
مرادِ ما نصیحت بود گفتیم   حوالت با خدا کردیم ورفتیم

تنبیہ - وصل اور خروج کا قافیہ میں آنا ضروری ہے -

۳- مزید - وہ حرف جو خروج کے بعد بے فاصلہ آئے - جیسے - بردیش - خوردیش - کاش - یا جیسے اِن اشعار میں ت - ؏

عشقِ تو بے دردے تو دردِ دلے است   مشکلِ عشق تو مشکل مشکلے است
جانِ من بردی ازاں مے جومیت   گر تر ایابم بہ از جان گومیت

نہم - نائرہ - ایک یا زیادہ حرف جو مزید کے بعد بلا فصل آئے جیسے میم اور الف و نون شعرِ اوّل میں - اور شین شعرِ دوم میں ؏

تا کارِ زمانہ نیک و بد ستمان   از کارِ زمانہ بر مزید ستمان
آن مہ کہ بچشم مہر دید ستمش   از جملۂ نیکوان گزید ستمش

اِن چاروں کی رعایت بھی ضروری ہے -

تنبیہ - ا - فارسی میں ایسے حرف کم واقع ہوتے ہیں -

۲- بقول خواجہ نصیر طوسی جو لفظ وصل کے بعد آتا ہے وہ ردلیف ہے خواہ وہ مستقل کلمہ ہو یا غیر مستقل بخلاف جمہور کے کہ اُن کے نزدیک، ردی کے بعد جو کچھ بھی آئے جب تک وہ مستقل کلمہ نہو ردلیف نہیں ہے۔

حرکاتِ قافیہ

قافیہ کی چھ حرکتیں ہیں۔ جسکو کسی نے اس شعر میں جمع کردیا ہے۔ ؎

رسؔ و اشباعؔ و حذوؔ و توجیہؔ است   باز مجریؔ و بعد از وست نفاذؔ

۱- رس۔ الف تاسیس کے ماقبل کا فتحہ جیسے زائل۔ طائل۔ ز۔ط کی حرکت۔

۲- اشباع۔ حرفِ دخل کی حرکت جو ردی اور تاسیس کے درمیان آئے جیسے عاقل۔ ناقل کے قاف کا کسرہ۔ اور تغافل اور تطاول کی ف اور واؤ کا ضمہ۔ اور تارک اور شارک کی ر کا فتحہ۔ جہاں ردی متحرک ہو وہاں اشباع کا اختلاف جائز ہے۔ جیسے۔ ؎

اے بادشاہِ وقت چو وقت فرا رسد   تو نیز با گدائے محلت برابری

ہر دی گمان مبر کہ بسر پنجہ استؔ و زو   با نفس اگر برآئی دانم کہ شاطری

۳- حذو۔ ردف یا قید کے ماقبل کی حرکت۔ جیسے۔ کار۔ یار۔ تخت بخت خراب۔ شراب۔ رقیب۔ نقیب۔ شوے۔ گوے۔ رعد۔ سعد۔ علم۔ حلم۔

تنبیہ۔ اسکا اختلاف درست نہیں ہے۔ پند اور چند کا قافیہ درست ہے۔ مگر جب قافیہ حرفِ قید پر شامل ہو تو حذو کا اختلاف جائز ہے جیسے کمالِ اصفہانی کی یہ رباعی ؎

گر شود دلم یک نفس آہستہ شود ‏ ‏ ‏ ‏ از دود دلم راہِ نفس بستہ شود
در دیدہ ازان آب ہمے گردانم ‏ ‏ ‏ ‏ تا ہر چہ نہ نقش تست ازان شستہ شود

۴- توجیہ- روی ساکن کے ماقبل کی حرکت- جیسے- تَن- مَن اسکا اختلاف بھی جائز نہیں ہے- جیسے- دلبر اور صابر کا قافیہ درست نہیں مگر جب حرفِ وصل کی وجہ سے رَدِی متحرک ہو- جیسے سعدی کے یہ اشعار ؎

طاقت پرسید وہم بگفتم ‏ ‏ ‏ ‏ رازے کہ ز خلق می نہفتم
تقدیر درین میانم انداخت ‏ ‏ ‏ ‏ ہر چند کنارہ مے گرفتم

۵- مجریٰ- روی متحرک کی حرکت کا نام ہے- اسکا اختلاف کہیں درست نہیں- اسکو روی مطلق بھی کہتے ہیں- جیسے تَ کی حرکت اس شعر میں ؎

ہزار عہد بہ بستی و عاقبت بشکستی
مرا باتشِ سوزان نشاندی و نشستی

۶- نفاذ- وصل- خروج- مزید کی حرکت کو کہتے ہیں- (انکا اختلاف بھی جائز نہیں) اس مثال میں جیسے ی کی حرکت ہے ؎

تا چند بسنگ لاخِ غم افگنیم ‏ ‏ ‏ ‏ در سنگِ ستم شیشۂ دل بشکنیم

فارسی اشعار میں لازم نہیں ہے کہ حرفِ وصل متحرک ہو- جیسا کہ اس شعر میں ؎

تا عاشقِ روئے نیکوانیم ‏ ‏ ‏ ‏ دیوانہ شکلِ ہر جوانیم

اوصافِ رَوی

رَوِی کے دو وصف ہیں - مُقیّد - مُطلَق -

ا - رَوِی مقید - رَوِی ساکن کو کہتے ہیں - جیسے کار - بار کی رِ -

۲ - رَوِی مُطلق - رَوِی متحرک جسکے ساتھ وصل ملا ہوا ہو - جیسے کارم - بارم کی رِ - ع

بشکند آسمان دایوانش نشکند طاقِ عہد وپیمانش

فائدہ - رَوِی مقید میں سوائے حرفِ قافیہ کے اور کوئی حرف نہو تو اُسکو مقید مجرد کہتے ہیں - جیسے سَرَد و زَرد - دلیرد - اور اگر سوائے حرفِ قافیہ کے اور حرف بھی ہو تو اُسکو اُس حرف سے نسبت کرتے ہیں - جیسے مقید بردف یا بحرف قید کہتے ہیں - اور رَوِی مطلق میں اگر حرف قافیہ سے کوئی حرف وصل ہو جیسے سَروَری - دِلبَری - تو اُسکو مطلق مجرد کہتے ہیں - اور اگر کوئی دوسرا حرف ہو تو اُسکو اُس حرف کی جانب نسبت کرتے ہیں - جیسے مطلق مقید بردف وخروج و مزید و نائرہ کہتے ہیں -

اقسامِ قافیہ

باعتبار ساخت کے قافیہ کی دو قسمیں ہیں - اصلی - مصنوعی -

ا - اصلی وہ کہ خود لفظ میں قافیہ ہونے کی صلاحیت ہو - جیسے اِس شعر میں سبیل اور خلیل کا قافیہ ہے -

اے ازکرم نہ ریختہ خونِ سبیل را وز لطفِ عید کردہ عزائے خلیل را

۲ - مصنوعی - کسی کلمہ کو دوسرے کلمہ سے ملا کر قافیہ کے قابل بنانا - جیسے اِس شعر میں - ع

کسے کو زین میان گویا نباشد زلطفِ فارسی بیگانہ باشد

قافیہ کی باعتبار حرکت وسکون کے پانچ لقب ہیں۔ جسکو اس شعر میں جمع کر دیا ہے۔ ؎

مُترادف مُتواتر۔ مُتدارک می خوان مُتراکب۔ مُتکاوس لقبِ قافیہ دان

ان میں سے متکاوس فارسی میں نہیں آتا۔

۱۔ مترادف۔ قافیہ میں دو ساکن کا متصل ہونا۔ جیسے۔ راز۔ ناز۔ ؎

دریغا کہ از نسلِ اسفندیار ہمین بود یک مُلک را یادگار

۲۔ مُتواتر۔ دو ساکن کے درمیان ایک متحرک ہو۔ جیسے عنبر۔ چنبر۔ ؎

بارِ ناموسِ خلق بر گردن وہ چہ زیباست کارِ حق کردن

۳۔ مُتدارک۔ ردی ساکن کے پہلے دو متحرک ہوں۔ جیسے۔ یارِ من۔ کارِ من۔ جانِ من۔ جانانِ من۔ ؎

تکبر مکن زینہار اے پسر کہ روزے ز دستش در آئی بسر

۴۔ مُتراکب۔ جس میں ردی سے پہلے تین متحرک ہوں۔ جیسے۔ ؎

عارضش نو بہار، باغِ ارم داغ پروانگی چراغ حرم

۵۔ متکاوس جس میں ساکن کے پہلے چار متحرک ہوں۔ یہ قسم اشعار عربی کے ساتھ مخصوص ہے۔ فارسی میں اسکا استعمال نہیں ہوتا۔

عیوب قافیہ

عیوب قافیہ چار ہیں۔ جسکو کسی نے اس شعر میں جمع کر دیا ہے۔ ؎

بنزدِ عجم عیب چہار است و آنہا ستناد است و اقوا و اکفا و ایطا

۱-ستناد- اختلافِ ردف کو کہتے ہیں- جیسے زمان- زمین-

۲-اقوا- حذو اور توجیہ کے اختلاف کو کہتے ہیں- جیسے- جُست- جَست- دُور- دَور- پُر- پَر-

۳-اکفا- حرفِ رَوِی کا ایسے حرف سے تبدیل کرنا جو مخرج میں اُسکے قریب ہو جیسے صلاح- تباہ- رگ- سگ- شک- حک- احتیاط- اعتماد- ؎ سعدی

کسان را درم داد و تشریف و اسب   طبیعی است اخلاقِ نیکو نہ کسب

نترسم ز خصمان اگر بر تپیند   کزین آتشِ فارسی در تب اند

۴-ایطا- تکرارِ قافیہ کو کہتے ہیں- اسکی دو قسمیں ہیں- جلی- خفی-

ا-ایطاے جلی- جس میں تکرار ظاہر ہو- جیسے محبّت- مودّت- سجانا- یارا نیکوتر- زیباتر- لالہا- غنچہا- خندان- گریان- دستے- مردے- زرد- برد- سیمین زرین (اسکو شایگان بھی کہتے ہیں)

ب-ایطاے خفی- جس میں تکرار ظاہر نہو- جیسے- دانا- بینا- حیران- سرگردان سیراب- شاداب- آب- گلاب- اِسکو شعرا نے جائز رکھا ہے جیسا کہ اس شعر میں ؎

دیدارِ تو حلِّ مشکلات است   صبر از تو خلافِ ممکنات است

زہر از قبلِ تو نوشدارو است   فحش از دہنِ تو طیبات است

فائدہ- باعتبار تصرّف کے قافیہ کی دو قسمیں ہیں- معمول- غیر معمول-

ا۔معمول۔ وہ ہے جسکو کچھ تصرف کر کے اِس قابل بنا لیں کہ قافیہ ہو سکے جیسا کہ اِس شعر میں لفظ گویا کو نون نفی سے مرکب کر کے اس قابل بنا لیا ہے کہ بیگانہ کا قافیہ ہو گیا۔ (بعض فصحا اِسکو عیوب میں شمار کرتے ہیں۔) ؎

کسے گو زین میان گویانہ باشد | ز لطفِ فارسی بیگانہ باشد

یا حافظ کے اِس شعر میں نہ ہنوز کو اس قابل بنا لیا ہے کہ خانہ ہنوز کا قافیہ ہو سکے۔ ؎

مستم از بادۂ شبانہ ہنوز | ساقیِ ما نہ رفت خانہ ہنوز
مے گسستی و بہ غمزہ مے گوئی | توبہ کردی ز عشق یا نہ ہنوز
بخدائے کہ شمع گنبد چرخ | در بر نورِ اوست پروانہ
کاے چنانم ز رنجِ دوریِ تو | کہ نہ دانم کہ زندہ ام یا نہ

؎ اے بر تو قبائے حسن چالاک | صد پیرہن از جدائیت چاک
پائے طلب از روش فرماند | مے بینم و چارہ نیست اِلّاک

بنشینم و صبر پیش گیرم
دنبالۂ کارِ خویش گیرم

۲۔غیر معمولی۔ وہ جو بغیر کسی تصرت کے اِس قابل ہو کہ قافیہ ہو سکے جیسے۔ راست اور خاست اس شعر میں۔ ؎

ز سعدی خشنو این سخن راست است | نہ ہر بار افتادہ بر خاست است

ردیف کا بیان

ردیف - لغت میں اُس شخص کو کہتے ہیں جو کسی سواری پر دوسرے کے پیچھے سوار ہو اور اصطلاح میں اُس کلمہ کو کہتے ہیں جو قافیۂ اصلی کے بعد ہر شعر کے آخر مصرع میں ایک معنی میں مکرر آئے - جیسے اِن اشعار میں - جاودانی فانی قافیہ - اور نیست ردیف - اور نفسے - کسے قافیہ - اور می آید - ردیف - اور پلنگ - نہنگ قافیہ - اور گردد ردیف ہے ؎

خوش است عمر دریغا کہ جاودانی نیست | بس اعتماد برین پنجروز فانی نیست
مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید | کہ ز انفاسِ خوشش بوئے کسے می آید
گردون نمطِ پلنگ گردد | گیتی نفسِ نہنگ گردد

ردیف کو شعرائے عجم نے نکالا ہے - سوائے قافیہ کے ایک حرف یا ایک لفظ یا جس قدر مصرع میں گنجایش ہو - لاتے ہیں - جامی کی اس رباعی میں تمام مصرع قافیہ اور ردیف ہے - ؎

من در غمِ ہجر و دل بدیدار تو خوش | تن در غمِ ہجر و دل بدیدار تو خوش
تا کے چشم سرشکِ حسرت ریزد | اندر غمِ ہجر و دل بدیدار تو خوش

جس شعر میں ردیف ہو اُسکو مُردّف اور جس میں ردیف نہو اُسکو مقفیٰ کہتے ہیں - جیسے ؎

در اقصائے عالم بگشتم بسے | بسر بردم ایام با ہر کسے

ردیف میں معنی کا تغیر کبھی جائز رکھتے ہیں مگر پسندیدہ نہیں ہے۔ جیسے ہروی کے یہ اشعار ؎

لالہ رخ بنمود عالم را گلستان کرد باز | کوہ را دامن پُر از لعل بدخشان کرد باز
غنچۂ گل بر گریبان تکمۂ یاقوت داشت | گل بناخنہائے رنگینش گریبان کرد باز

مصرع چہارم میں باز بمعنی کشادہ آیا ہے۔
کبھی ردیف دو قافیوں کے درمیان ہوتی ہے اُسکو حاجب کہتے ہیں۔ اور ایسے شعر کو محجوب۔ جیساکہ اس رباعی میں۔ ؎

اے شاہ زمین بر آسمان داری تخت | سست است عدو تو کمان داری سخت
حملہ سبک آری و گران داری رخت | پیری و بہ تدبیر جوان داری بخت

اِس میں داری ردیف حاجب ہے۔
کبھی ردیف کو زائد لاتے ہیں جسکو معنی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مگر یہ شاذ ہوتا ہے۔ جیساکہ خسرو اور حافظ کے اِن اشعار میں۔

با ہر غمے کہ آید راضی شوائے دل آخر | مارا نیا فریدند از بہر بے غمی را
محرم راز دل شیدائے خود | کس نمے بینم ز خاص و عام را
بدرگاہِ لطف و بزرگیش بر | بزرگان نہادہ بزرگی ز سر

تنبیہ۔ اختلاف ردیف اشعار کا بدون اشارہ ہرگز جائز نہیں۔ جیسے کمال اسمٰعیل نے اِس قصیدے میں اوّل مے آمد فعل ماضی استمراری کو ردیف قرار

دیا ہے - بعد میں سے آید فعلِ حال کو ردیف لایا ہے - سہ

سپیدہ دم کہ نسیمِ بہار مے آید　　نگاہ کردم و دیدم کہ یار مے آید

زبہرِ فال زماضی شدم بہ مستقبل　　کہ بر ایام چنین خوشگوار مے آید

زہے رسید بجائے کہ پیشِ خاطرِ تو　　ہمے نہان سپہر آشکار مے آید"

تنقیدِ سخن

تنقید کے معنی لغت میں پرکھنے پرکھانے کے ہیں۔ اصطلاح میں کلام کے محاسن مراعات۔ مناسبات۔ عیوب اور اغلاط کو سمجھنا۔ اور انکو بڑی تحقیق اور تدقیق سے ظاہر کرنا۔ اِس کام سے انسان اُسی وقت عہدہ برا ہو سکتا ہے جب وہ مبداء فیّاض سے طبع مستقیم اور ذوقِ سلیم سے بہرہ ور ہو۔ اور مسلّم الثبوت اساتذہ کا بہت سا کلام ذہن میں مستحضر رکھتا ہو تاکہ حسبِ ضرورت اُسی کو وقتاً فوقتاً اِستناد اور اِستشہاد میں بیان کر سکے۔ اِس میں شک نہیں کہ سخندانی اور سخن گستری آسان ہے اور سخن شناسی اور سخن سنجی بہت دشوار ہے بقول صائبؒ

صائب دو چیز می شکند قدرِ شعر را — تحسین ناشناس و سکوتِ سخن شناس

فائدہ: بلحاظِ محاسن عیوب اور اغلاط کے کلام کے مرتبے جدا جدا ہوتے ہیں۔ سب سے بہتر وہ کلام ہے جو محاسن سے آراستہ ہو۔ اُس سے کمتر وہ جو عیوب اور اغلاط سے خالی ہو۔ اور اُس سے زیادہ پست وہ جو اغلاط سے بالکل مبرا ہو۔ لیکن اُس میں کچھ عیب پائے جائیں۔ اور سب میں بدتر غلط کلام ہے اُس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

۱- مستحسناتِ کلام

وہ کلام نہایت بہتر ہے جس میں صنایع بدایع اور تشبیہ و استعارہ وغیرہ سے حسبِ ضرورت کام لیا جائے۔ اور لفظی اور معنوی تمام خوبیوں کا لحاظ رکھا جائے۔ اور ترکیبیں دل پسند ہوں۔ عبارت آسان ہو۔ اور الفاظ ایسے استعمال کیے جائیں

جنکے معنی ظاہر ہوں - اور فصحاے ایران کی زبان سے مانوس ہو - اور مقام کی رعایت بھی کلام کے لیئے ضروری چیز ہے - اسکے علاوہ اور بہت سی خوبیاں ہیں - مگر حقیقت یہ ہے کہ کلام کی خوبی ایک ذوقی چیز ہے جو تحریر میں نہیں آسکتی - مذاقِ صحیح خود بتلا سکتا ہے کہ کونسا کلام کیسا ہے - مگر یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ کلام غلطی اور عیب سے پاک ہے - دیکھو! امیر خسرو کے اِن اشعار میں کس قدر مناسباتِ لفظی ہیں ؎

خونِ خروس از بطِ سرخاب ریز بازِ طلب کرد بفرِ ہماے
بلبل با باز در آمد بہ گفت در چمنِ باغ یکے گل شگفت

اور نظامی کے اِن اشعار میں کس قدر رعایتِ معنوی ہے ؎

با فگندن کس نیفتد زپاے سرے کز تو گردد بلندی گراے
بہ پا مردیِ کس نہ گردد بلند کسے را کہ قہرِ تو از سر فگند

یہاں شعرِ اوّل سے حضرتِ آدم مراد ہیں - اور دوم سے شیطان -

کلام میں حُسن دو طرح کا ہوتا ہے - حُسنِ ذاتی - حُسنِ عرضی -

۱- حُسنِ ذاتی - کلام میں فصاحت - بلاغت - سلاست اور متانت کا موجود ہونا -

۲- حُسنِ عرضی - کلام کا صنایع وبدایع سے آراستہ ہونا - اور اُسمیں لطیف تمہیدوں اور رعایات ومناسبات سے خوبی پیدا کرنا -

۲- اغلاطِ کلام

کلام کی غلطیاں تین قسم کی ہیں - لفظی - معنوی - ترکیبی -

ا - اغلاطِ لفظی - یہ لفظ میں غلطی ہو - جیسے رافعی کا یہ شعر ہے - ؎

نہ بر مزاج کسے دست یافت پیکرِ مے نہ در دماغ کسے غلبہ کرد قوتِ خواب

اِس شعر میں پیکرِ مے کہنا خطاے فاحش ہے - اِس لیے کہ مے کے پیکر نہیں ہوتا - اگر بجاے پیکر کے - کیفِ مے یا جرمِ مے کہا جاتا تو درست تھا - یا ظہیر فاریابی کا یہ شعر ہے - ؎

دوام عمر تو بر عکس باد مقرون باد بشادئے کہ نباشد مخافتِ خزنش

اِس میں ممدوح کی دوامِ عمر کو بر عکس کہنا نہایت معیوب ہے - اگر اِس طرح کہتا تو کچھ قباحت نہ تھی - ؎

دوامِ عمر تو بے انقراض مقرون باد بشادئے کہ نباشد مخافتِ خزنش

ایسا ہی فردوسی نے رستم کی ماں کی زبان سے اُسکے نوحہ میں شعر کہا ہے ؎

ہزار و صد و سیزدہ سالہ گرد جہان را ندید و جہانش بخورد

خورد کا قافیہ گُرد لانا خطاے لفظی ہے - اگر بجاے گرد کے مُرد لاتا تو بہتر ہوتا -

تنبیہ - ایسی غلطیوں کو فردوسی اور ملا ظہوری نے جائز رکھا ہے - ظہوری کا یہ شعر ہے ؎

نیست جم ورنہ خجلتے مے برد شاہ رخ کو کہ شاہ رخ مے خورد

۲ - اغلاطِ معنوی - معنی میں غلطی واقع ہو - جیسے ابو الفرج کے اس شعر میں ؎

دیدار خواست چشمِ زمانہ ز قدرِ تو در گوشِ او نہاد قضا لن ترانیا

جب چشمِ زمانہ قدرِ ممدوح کا دیدار چاہتی تھی تو زمانے کے کان میں لن ترانی کہنا مناسب تھا نہ کہ لن ترانیا۔ اسی طرح۔ ؎

تو نخستین بادشاہی از عجم اندر جہان   در شہنشاہی تو ثانی ہمچون جم شدی

مصرعِ اوّل میں ممدوح کو عجم کا پہلا بادشاہ کہا ہے۔ اور ثانی میں جم سے تشبیہ دی ہے۔ یہ نہ سمجھا کہ جم ایران کا تیسرا بادشاہ ہے۔ اسی طرح یہ شعر ؎

بگفتا گر برین کارت تمام است   عزیزِ مصرم و مصرم مقام است

مولوی جامی کہتے ہیں کہ حضرت یوسف نے عالمِ خواب میں زلیخا سے کہا تھا کہ میرا نام وزیرِ مصر ہے اور شہرِ مصر میرا مقام ہے۔ حالانکہ اُس وقت یوسف عزیزِ مصر نہ تھے۔ اس واقعہ کے ۴۰ سال بعد عزیزِ مصر ہوئے۔ ایسا ہی برادرانِ یوسف کی مذمت میں کہا ہے۔ ؎

بیا بشکر کنیزک زادگان را   زراہِ عقل دور افتادگان را

حضرت یوسف کے سب بھائی نبی ہوئے ہیں۔ کوئی لونڈی بچہ نہ تھا۔

۳۔ اغلاطِ ترکیبی۔ ترکیب کی غلطی کو کہتے ہیں۔ جیسے خاقانی کا یہ شعر ہے۔ ؎

غمزۂ اختر ببست خندۂ رخسارِ صبح   سرمۂ گیتی بشست گریۂ چشمِ سحاب

خندہ لب و دہن سے ہوتا ہے نہ رخسار سے۔ ہاں خندہ رو محاورہ ہے۔ خندان رخسار نہیں۔ اور کسی کے گریۂ چشم سے دوسرے کی آنکھ کا سرمہ نہیں دھلتا۔ ایسا ہی فرخی کا یہ شعر ہے۔ ؎

خرمن ز مرغ گرسنہ خالی کجا بود ۔۔۔ ما مرغکانِ گرسنہ ایم و تو خرمنی

یہاں خرمن ترکیب میں بے موقع واقع ہوا ہے۔ اِس واسطے کہ خرمنے بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ جسکے معنی ہیں کہ تو میرا گدھا ہے۔ یا مثلاً یہ اشعار ۔ ؎

اے دلِ بازگشتہ از درِ یار ۔۔۔ قصۂ بازگشتِ خویش بیار

او فرستاد مر ترا پیغام ۔۔۔ یا کہ بگریختی بحیلہ وچار

یہاں چارہ سے ہائے مختفی کو گرا دیا ہے۔ یہ دُرست نہیں۔ ہاں اگر اپنی غلطی کا اقرار کرے تو عیب نہیں رہ جاتا۔ جیسے۔ ؎

از ما بحقِ تو ہم تقصیرے فتاد ۔۔۔ معذور دار مارا اے صاحب الشریف

این فا بجائے دال نہادم ز مفلسی ۔۔۔ پیوند کردہ ام رسنِ مُوے را بہ لیف

پہلے شعر میں تریدکی جگہ تریف کہا ہے۔ اور دوسرے میں عُذر کر دیا۔ اِس میں دو طرح کا لطف ہے۔ ایک یہ کہ ممدوح سے اپنی مفلسی کا اظہار ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ اس وزن میں جتنے قافیے تھے سب صرف ہو گئے۔ اور میں قافیہ کی طرف سے مُفلس ہو گیا۔ اِس لیے دال کو فائے مُفلسی سے بدل دیا۔

تنبیہ۔ کلام کو مکروہ الفاظ سے شروع نہ کیا جائے ظہیر فاریابی ؎

نباشدت درسر آن کلہداری ۔۔۔ کہ سر بہ کلبۂ احزان ما فرود آری

ابتدائے کلام میں ممدوح کی کلہداری کی نفی کرنا نہایت مکروہ بات ہے۔ نیز ناخوش اور نامطبوع مخففات کو کلام میں نہ لایا جائے۔ کسائی۔ ؎

اے میر بو محمد کہ ہمہ محمدت ہے ۔۔۔ از کنیت تو خیزد از خاندانِ تو

میراً بو محمد کا میم تو محمد کرلیا ہے جس سے اور ہی معنی پیدا ہوگئے ہیں۔
فرخی۔ ؎ تا تو بگریختی بہ حیلۂ و چار۔ چار۔ چارہ کا مخفف ہے۔
مغربی۔ ؎ نگر دیزہیچو تو داد نگیرد نگرد نگیرد کا مخفف ہے۔
جمسق ؎ جہان گرد داز خون دان چو دریا } رہور۔ رہوار کا مخفف ہے۔
تو چون نوح دکشتی تو خنگ رہور

۳- عیوبِ کلام

۱- مناقضہ۔ شعر کے دو مصرعوں میں مضمون کی بلندی اور پستی کے اختلاف کو کہتے ہیں۔ جیسے سعدی کا یہ شعر۔ ؎

یکے سیل رفتار ہامون نورد که باد از پیش دور ماندے چو گرد

پہلے مصرع میں سیل کو ہامون نورد کہا۔ دوسرے میں ہوا پر سبقت دی۔ دونوں میں تناقص ظاہر ہے۔ اگرچہ مصرعِ اوّل میں خوش خرامی کے سبب سے تشبیہ ہے۔ اور دوم میں جولانی کے سبب سے۔ مگر شعر میں یہ قید نہیں ہے۔ اس لیے یہ عیب ہے۔ یا جیسے انوری کا یہ شعر ہے۔ ؎

اے ملک ترا عرصۂ عالم سر کوے از ملکِ تو تا ملکِ سلیمان سر موے

مصرع اوّل میں ممدوح کے ملک کے مقابلے میں تمام عالم کو سر کوے ٹھہرایا۔ اور مصرعِ ثانی میں ملکِ سلیمان کے برابر کر دیا۔ اس میں مناقضہ ظاہر ہے۔ یا جیسے یہ شعر ؎

آن خواجۂ مبارک و آن شاہِ نامدار آن مہترِ مذہب و رکنِ مویدا

خواجہ اور مہتر نہ بادشاہ کو کہتے ہیں۔ نہ بادشاہ خواجہ و مہتر کو۔ اِس لیے اِس میں تناقض ہے۔

فائدہ۔ ایسے اشعار اگر کسی کی مدح میں ہوں تو مصرعِ اوّل کو عروج فی المدح اور ثانی کو نزول فی المدح کہیں گے۔ جیسے۔ ؎

آن قمر چہرہ و شب پیکر و خورشید مسیر | کہ در امروز بیں پشت نہد فردا را
تیز کوشے کہ بہ مشرق اگرش ہا گوئی | جز بہ مغرب بالف وصل نیفتد ہا را

شعر اول میں شب کو خورشید مسیر کہا۔ اور آفتاب چار پہر میں مشرق سے مغرب میں پہنچتا ہے۔ دوسرے شعر میں کہتا ہے کہ اگر مشرق میں اُس گھوڑے پر جانے کے لیے ہا کا نعرہ لگائیں تو اِس قدر جلدی پہنچے کہ الف کا وصل ہ کے ساتھ مغرب میں ہو۔

۲۔ **تقدیم و تاخیر۔** اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ مصرعِ اوّل کا مضمون دوسرے میں باندھا جائے۔ اور مصرع ثانی کا اوّل میں۔ جیسے بیدل کا یہ شعر ہے ؎

چشمے است کہ باید برُخِ ہر دو جہاں بست | گر رفتن ازین خانہ درے داشتہ باشد

دوسرے مصرع میں تقدیم و تاخیر ہے۔ جیسے نظامی کے اِس شعر میں۔ ؎

چنان زد بر و ناچخ نہ گرہ | کہ ہم کالبد سفتہ شد ہم زرہ

پہلے زرہ کے لیے سفتہ شد کہنا لازم تھا۔ اِس لیے کہ پہلے کالبد سفتہ نہیں ہوتا۔ بلکہ زرہ سفتہ ہوتی ہے۔

کبھی ضمیر کو بھی متقدم لاتے ہیں۔ جیسے سعدی کا یہ شعر۔ ؎

چو در دوستی مخلصم یافتی | عنانم ز صحبت چرا تافتی

۳۔ **تعقید۔** اِسکی دو قسمیں ہیں۔ [1] لفظی [2] معنوی۔

ا۔ لفظی۔ سیاقِ کلام کے خلاف کسی لفظ کا لانا جس سے کہنے والے کی مراد صراحتہً نہ سمجھی جائے۔ جیسے علی حزیں کا یہ شعر ہے۔ ؎

این سایۂ بلند ز سرو ریاض کیست عمرے درین ہواست پرو بال می زنم

دوسرے مصرع میں تعقید ہے۔ مطلب یہ ہے کہ "عمریست کہ درین ہوا شپر و بال می زنم" اگر اسی مصرع کو یوں کہتا کہ "عمریست در ہواش پرو بال مے زنم" تو مطلب فوت نہ ہوتا۔ اگر مطلب فوت نہو تو تعقیدِ لفظی جائز ہے۔ جیسے سعدی کا یہ شعر ہے۔ ؎

تو نیکو روش باش تا بدسگال بہ نقصِ تو گفتن نیابد مجال

یعنی بہ گفتنِ نقصِ تو مجال نیابد۔

(ب) معنوی۔ کلام میں مضمون اور معنی کا اختلاف ہونا جیسے جامی کا یہ شعر ہے۔ ؎

بیک جنبش دوبارہ سر نہ سودہ چو مہ ہر روز از برجے نمودہ

چاند ہر روز برج سے نہیں نکلتا۔ اگر منزل کہتے تو تعقید معنوی نہ ہوتی۔

۴۔ تضمین۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ قطعہ بند۔ وہ ہے کہ ایک شعر کے معنی کو دوسرے شعر سے تعلق ہو۔ یعنی جب تک دوسرا شعر نہ پڑھا جائے۔ اُسکے معنی سمجھ میں نہ آئیں۔ اس طرح کی تضمین کو اگلے شعرا معیوب جانتے تھے۔ اب معیوب نہیں ہے جیسے کسی اُستاد کا یہ شعر ہے ؎

هر زمینے کا ژدہا باشد در و ویران شود — اژدہاے خسروِ آزادۂ نیکو سیر
هر کجا باشد بود آبادؔ ثم آن دیار — سایۂ او نعمت است و بودنش زیب است و فر

اِس میں مصرعِ دوم مصرعِ سوم کا فاعل ہے۔ ایسا ہی عرفی کا یہ شعر ہے ؎

آن جا کہ دانشِ تو نہد رسمِ تقویت — اے آیتِ شعورِ تو نازل بشانِ علم
دستِ ضعیفِ جہل کہ در آستین شکست — از عقلِ اولین بربایدعنانِ علم

قطعہ بند کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دو یا تین شعر قطعہ بند ہوں اور پہلے شعر کے پہلے مصرع کا مطلب دوسرے یا تیسرے شعر کے پہلے مصرع سے تعلق رکھتا ہو اور پہلے شعر کے دوسرے مصرعہ کا مطلب دوسرے یا تیسرے شعر کے دوسرے مصرعہ سے تعلق رکھتا ہو آئے

گوئی گہِ صلوٰۃ کہ شرع است ناپسند — رانی گہِ زکوٰۃ کہ دین است ناروا
تا رفتہ رفتہ دغدغہ دل میشود قوی — تا لمحہ لمحہ تقویتِ دل کند قوا

شاہ ار ترا بہ تختِ منقش ہد جواز — میر ار ترا بکاخِ مقرنس زند صلا
مدحت کنی بتخت بنقاشِ آن بتر — تحسین کنی درست بہ معمارِ آن بنا

فارسی میں ایسی تضمین بہت ہے۔ اور اِس قسم کی تضمین کو قطعہ بند کہتے ہیں۔

(ب) تضمین۔ کسی شاعر کا کوئی شعر یا پوری غزل لے کر اپنے اشعار کے ساتھ پیوند کریں۔ جیسا کہ علی حزین کے تین شعروں پر فائق اکبر آبادی نے مصرعے لگا کر مخمس بنا لیا ہے۔

مخمس

بیادِ آن پری کردم بلند از بس کہ غوغا را — رسانیدم بگوشِ اہلِ گردون شورِ سودا را

کجا زہد و صلاح و پارسائی بے خبر مارا | بآب از آتشِ مے دادہ ام خاکِ مصلّے را
بیاد از نالۂ نے بردہ ام ناموسِ تقویٰ را

زہمراہان نہ یک دل بر سرِ خود مہربان کردم | بآئینِ جرس ہر چند صد شور و فغان کردم
طفیلِ عشق آخر سرنوشتِ خود عیان کردم | جبین را سجدہ فرسائے درِ پیرِ مغان کردم
بیامِ کعبۂ دل می زنم ناقوسِ ترسا را

چہ سازم چون کنم ہیہات امشب سخت حیرانم | کہ دل از دست رفت و نوبت افتاد دست بر جانم
تعجب چیست اے زاہد اگر من نامسلمانم | برہمن زادۂ زنار بندے بُرد ایمانم
کہ سودا مے کنم با کفر و زلفش دین و دنیا را

تنبیہ- یہ صفت اگر عمدہ ہو جائے تو محاسن میں سے ہے۔ ورنہ عیوب میں سے۔

۵- **تخلیع**- کوئی شعر یا غزل کسی ایسے وزن پر رکھنا جو نامطبوع ہو- جیسے یہ شعر ہے۔

بہار بود بہ چشمِ خزان و دئے | کہ شاد بود بروِیم نگارِ من

۶- **تخالف**- قاعدے اور محاورے کے خلاف کلام لانا- جیسے اس مصرع میں لفظِ عہد سے عین تقطیع سے گر جاتا ہے- ع غلط کردم عہدِ جوانی نباشی-
یا جیسے سُرمہ کشیدن کی جگہ سرمہ دادن کہیں-

۷- **تنافر**- ایسے الفاظ اور حروف جمع کرنا جنکا تلفظ ناگوار ہو- خواہ وہ حروف قریب المخرج ہوں یا بعید المخرج- جیسے نظامی اور فردوسی کے یہ اشعار ؎

چو پوسیدہ چوبے کہ در کنجِ باغ | فروزندہ باشد بشب چون چراغ

زستم ستوران دران پہن دشت — زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

۸- غرابت- کلماتِ غیر مانوس الاستعمال کا لانا- جیسے خداوند تعالےٰ کو بجائے کریم کے سخی- یا بجائے متکلم کے ناطق کہنا-

۹- ضعفِ تالیف- اہلِ زبان کے روزمرہ کے خلاف لکھنا- جیسے لبالب کی جگہ ملبب- یا مسکر کی جگہ منشی- یا شلوار بند کی جگہ کمر بند- یا تراخیدہ کی جگہ متقرش کہنا-

۱۰- عدول- وزن اور قافیہ کی درستی کے لیے اصل لفظ کو متغیر کر دینا جیسے ساکن کو متحرک کر دینا- یا کسی لفظ کو کم کر دینا- جیسے نظامی نے رآے ارنی اور عینِ معصفر کو ساکن کر دیا- ؎

موسیٰ ازان جام تہی دید دست — شیشہ یکم پایۂ ارنی شکست

گشت جہان از نفسش تنگ تر — وز سیرش معصفری رنگ تر

اسی طرح شمس تبریز نے عم یتساءلون کو عمیت لکھا ہے- ؎

زسی پارہ قرآن تا بہ عمیت — تمام است این سلوکِ سی صدیت

فائدہ- شعرائے عرب و عجم نے ضرورت کے موقع پر اس طرح کے تصرفات برابر کیے ہیں یعنی حروف کی کمی زیادتی- اور حرکات و سکنات کا تغیر تبدل کیا ہے- وہ لوگ اپنی زبان کے مالک تھے- محاورں سے واقف تھے- فصاحت و بلاغت کے موجد تھے- کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں ہے کہ جس طرح کا تصرف چاہے کرلے- صرف آٹھ تصرفات ہیں جنکو اساتذہ نے جائز رکھا ہے- اُن کو ہر شخص کر سکتا ہے-

۱- **وصل** - لفظ میں کسی حرف کا بڑھانا - اور اُسکے معنی نہ لینا - ایسے چند حروف ہوتے ہیں - آ - ب - ت - ے - ش - میم - واؤ -

۲- **قطع** - حروفِ اصلی سے کسی حرف کا گرادینا - جیسے کبوتر سے کوتر - خاقانی - ؎

آنگاہ چو عنکبوت کوتر   دربان و رقیبِ شہ بہردر

۳- **تخفیف** - مشدد کو مخفف کرنا - جیسے تنُّور سے تنور - یا ہم - غم - سقف - وغیرہ جو مشدد ہیں اُن کو مخفف استعمال کرنا - ؎

از ان گروہ نمائی برون کہ در دوزخ   مقامِ شان بقیامت بود چو نان بتنور

عادتِ عشاق چیست مجلسِ غم داشتن   حلقۂ ماتم زدن شیون بہم داشتن

۴- **تشدید** - مخفف کو مشدد کرلینا - جیسے - زر - پر - ورد - برو - مخفف ہیں - اِن کو مشدد لائے ہیں - ع - ببرد عجز ترم را تیغ تیز - ؎

وجودِ مردمِ دانا مثالِ زرِ طلاست   کہ ہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند

اگر پای پیل است و گر پرّ مور   بہر یک تو دادی ضعیفی و زور

شہ آن جرم نا پختہ و نیم خام   بدرد بجنباید بجبرش تمام

۵- **ممدودہ کو مقصورہ کرنا** - جیسے - آخشیج سے اخشیج - ع - ز شش جہات چہار اخشیجان توئی مقصود -

۶- **مقصورہ کو ممدودہ کرنا** - جیسے استر سے آستر - سعدی - ؎

شنیدم کہ فرماندہِ دادگر   قبا داشتی ہر دو رو آستر

۷- **اسکان** - یعنی متحرک کو ساکن کرنا

۸- **تحریک** - یعنی ساکن کو متحرک کرنا } جیسے فردوسی کے اِن اشعار میں ہے - کہ اندرش کی دال - اور پدرم کی دال کو ساکن کرلیا ہے - اور پدرم کی میم کو متحرک کرلیا ہے - ؎

بفرمود تا بہمن آمدش پیش   سخن گفت با او ز اندازہ بیش

پدرم آن دلیر سپہر گران مایہ گرد   ز ننگ اندران انجمن خاک خورد

یا جیسے اس مصرع میں ... کی ... کو متحرک کرلیا ہے - ع غریبِ خاکِ خراسان علی بن موسیٰ

۱۱- توارد- کسی دوسرے شاعر کا کوئی شعر یا مصرع- یا مضمون کسی کے کلام میں آجانا- اِس طور پر کہ اُسکو خبر نہ ہو کہ یہ دوسرے کا ہے جیسا جامی اور نظامی کے یہ اشعار- ؎

جامی مرا اے کاشکے مادر نمی زاد دگر می زاد پس شیرم نمی داد

نظامی مرا اے کاشکے مادر نزادے دگر زادے بخورد سگ بدادے

جامی زن از پہلوے چپ شد آفریدہ کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ

نظامی زن از پہلوے چپ گویند برخاست نیاید ہرگز از چپ راستی راست

۱۲- سرقہ- کسی اُستاد کے مضمونِ عالی کو بہ تغیرِ الفاظ یا بہ تبدّلِ وزن اپنے شعر میں لانا- جیسے حزین اور ظہوری کے یہ اشعار- ؎

حزین اے وائے بر اسیرے کز یاد رفتہ باشد در دام ماندہ باشد صیّاد رفتہ باشد

ظہوری بر آن صیدِ مسکین چہ بیداد رفت کہ در دام از یادِ صیّاد رفت

تنبیہ- ۱- توارد اور سرقہ میں یہ فرق ہے کہ توارد نادانستہ ہوتا ہے- اور سرقہ دانستہ

۲- اس قسم کا سرقہ نہایت برا ہے- لیکن اگر دو اُستادوں کے کلام میں ایسی بات پائی جائے تو ہرگز احتمال سرقہ کا نہ کرنا چاہیے بلکہ اُسکو توارد جاننا چاہیے- جیسا کہ حافظ شیراز کا یہ شعر بعینہ سلمان ساوجی کے دیوان میں موجود ہے ؎

ز باغِ وصل تو یابد ریاضِ رضوان آب ز تابِ ہجر تو دارد شرارِ دوزخ تاب

یا حزین کا یہ شعر ہے کہ نقی اوحدی کے کلام میں موجود ہے- ؎

ز لعلت بعد خونخواری آن لب نمکے چند با مسکہ بہم کردہ بداغ دلِ ما ریخت

فائدہ- ایک قسم سرقہ کی سرقہ مستحسنہ ہے- وہ یہ ہے کہ جس شاعر کے کلام سے مضمون لیا ہو

اُس سے اُسکی بندش چُست طرزِ ادا بہتر اور رنگین اور مستحسن ہو۔ جیسے امیر خسرو کا شعر ہے۔ جسکے مضمون کو مولوی جامی نے لیا ہے ؎

خسرو سرو گفتم کہ ببالاے تو ماند لیکن — نتوانم کہ ازین شرم ببالا نگرم
جامی سرو گفت قدِ ترا از شرم — سر ببالا نمے توانم کرد

یا جیسے ملّا شیدا نے غیاثاے حلوائی کا مضمون چرایا ہے۔ ؎

غیاثاے حلوائی — از بسکہ سینہ کندم و ناخن دران نشست — چون پشتِ ماہی است سراپاے سینہ ام
شیدا از بسکہ گردِ غمت بست بر جگر ناخن — چو پشتِ ماہیم از پاے تا بسر ناخن

ایسا ہی ملّا شیدا نے کاتبی کا مضمون چرایا ہے۔ ؎

کاتبی گر بدریا افتد از عکسِ دہانِ تو فروغ — خارِ ماہی آورد در تعبیہ دریا بار گل
شیدا گر بدریا دست افشانی پُر از سنبل شود — در بدریا مثلِ مشتوئی خارِ ماہی گل شود

اگر ماخوذ اور ماخوذ عنہ مساوی ہوں تو سرقہ جائز نہیں۔ جیسے یہ دو شعر ؎

سنائی دادہ خود سپہر بستانند — نقشِ اللہ جاودان ماند
انوری نقشِ طبیعی بسترد روزگار — نقشِ الٰہی نتواند سترد

لیکن اگر ماخوذ ماخوذ عنہ سے پست ہو تو بہت بُرا ہے۔ جیسے یہ دو شعر ؎

صوفی چنانم بار قیبان در رہِ عشق — کہ مورِ لنگ با چابک سواران
حزین سلوکم در طریقِ عشق با یاران بدان ماند — کہ مورِ لنگ ہمراہی کند چابک سواران را

فائدہ ۔ سرقہ کا جو کچھ بیان کیا گیا یہ سب سرقۂ ظاہر کا بیان تھا۔ سرقہ کی ایک قسم سرقۂ غیر ظاہر ہے۔ یہ سرقہ کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ دو کلام معنی میں متشابہ ہوں اور کہنے والا کوشش کرے کہ اس تشابہ کو چھپائے۔ جیسے یہ دو شعر ؎

انوری برآنم کہ خونم بزاری بریزی — برائے رضائے تو من ہم برآنم
خاقانی تو برآنی کہ جانم آن تست — من کہ خاقانیم برآن کہ توئی

دوسرے کلامِ ثانی اوّل سے زیادہ عام ہو۔ جیسے ؎

سعدی ترا ہر آئینہ باید بشہر دیگر رفت — کہ دل نماند درین شہر تا رہائی باز
خسرو کسے نماند کہ دیگر بتیغ ناز کشی — مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

تیسرے یہ کہ معنی کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کر دیں۔ جیسے ؎
خسرو زلف تو سیہ چراست ماناکہ — بسیار در آفتاب گشتہ است
صائب زسیر خانۂ آئینہ چون برون آید — گمان برند کہ در آفتاب گردیدہ است

جس چیز کو خسرو نے زلف سے نسبت دی ہے صائب نے اسی چیز کو چہرے سے نسبت دی۔ مگر مقصود دونوں کا ایک ہی ہے۔ کہ معشوق کا چہرہ مثل آفتاب کے ہے۔

چوتھے یہ کہ کلام دوم کے معنی کلام اول کے ضد ہوں۔ جیسے یہ دو شعر ؎
اہلی این کہ زد تاقۂ لیلے دو سہ گامے بہ غلط — آسمان تاچہ بلا بر سر مجنون آورد
شفائی بہ غلط ہم نرود بر سر مجنون سے لیلے — عاشق این بخت ندارد سخنے ساختہ اند

پانچویں یہ کہ کسی کے کلام سے ایک بات لیں۔ اور کوئی ایسی بات اس پر بڑھائیں کہ اس کے حسن کو دوبالا کر دے۔ جیسے یہ اشعار ؎
امیر معزی شرق او در طلوعست و جام غرب او حلق ادست ادکام — چون ز مشرق آید بمغرب انواع آزار آورد
خاقانی مے آفتاب زرفشان جام بلورین آسمان — مشرق کف ساقیش دان مغرب لب یار آمدہ

تنبیہ۔ سرقۂ غیر ظاہر کو فصحا نے مستحسنات کلام سے شمار کیا ہے۔ خصوصاً اگر اول سے لطیف ہو۔